یہہ اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن امرتسر سے شائع ہوتا ہے

اغراض و مقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت و اشاعت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیثوں کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمات کرنا۔

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قواعد و ضوابط

(۱) قیمت بہر حال پیشگی آنی چاہیئے۔

(۲) بیرنگ خطوط وغیرہ جات واپس ہونگے۔

(۳) مضامین مرسلہ بشرط پسند مفت درج ہونگے اور ناپسند مضامین محصول ڈاک آنے پر واپس ہو سکینگے۔

(۴) جن مراسلات سے لوٹ یا جواب مطلوب ہو جواب کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنی چاہیئے۔

اخبار اہلحدیث امرتسر

نمبر ۲۹ — جلد ۱۲

شرح قیمت اخبار

والیان ریاست سے سالانہ	؏
رؤسا و جاگیرداران سے "	للعہ
عام خریداران سے "	ۓ
ششماہی	؏
ممالک غیر سے سالانہ ۵ شلنگ ۷ پنس	
" ششماہی ۳ شلنگ	

اُجرت اشتہارات

کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتا ہے۔ جملہ خط و کتابت و ارسال زر بنام مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) مالک و ایڈیٹر اخبار اہلحدیث امرتسر ہونی چاہیئے۔

امرتسر مورخہ ۶ رجب ۱۳۳۳ھ مطابق ۲۱ مئی ۱۹۱۵ء بروز جمعۃ المبارک

فہرست مضامین

مسافر آگرہ کا نیوگ اور حلالہ	۱
انجمن ہائے اہلحدیث	۳
قادیانی مشن (دکھاوا)	۴
آریہ کیا کر رہے ہیں	۶
انگریزی لباس کا فائدہ	۷
ہمعصر کشمیری نام لے؟	۸
موبائی	۸
مذاکرہ علمیہ	۹
مسافر آگرہ کی پیٹھ پر تھاپی	۱۲
متفرقات	۱۳
انتخاب الاخبار	۱۴
اشتہارات	۱۵
...	۱۶

مُسافر آگرہ کا نیوگ اور حلالہ

آریہ سماج کے اپدیشکوں۔ مناظروں اور اڈیٹروں کی بہت پرانی عادت ہے کہ جب کبھی اُنپر کوئی سوال وارد ہوتا ہے وہ بجائے اس کے کہ اُس سوال کو اٹھائیں سائل اور اُس کے مذہب پر اعتراض جڑ دیا کرتے ہیں۔ خیر یہ بھی ایک حد تک برا نہوتا۔ مگر اُن کو اس کی بھی تمیز نہیں رہتی کہ ہمارا سوال باتعلق ہے یا بے تعلق بلکہ وہ ایسا کرنے میں ایک مشہور قصہ کی تصدیق کرتے ہیں۔

کسی مولوی صاحب نے ایک بے نماز کو کہا میاں! نماز پڑھا کر۔ اُس نے جواب میں کہا مولوی صاحب! آپ نے دعوت میں نمک زیادہ کیوں ڈالا تھا؟ مولوی صاحب نے کہا اس بات کو کیا تعلق۔ وہ بولا۔ بات سے بات نکل ہی آیا کرتی ہے۔

یہی حال ہے آریہ مناظروں کا۔ جس کی تصدیق کے لئے آج ہم مسافر آگرہ کو پیش کرتے ہیں۔

ایڈیٹر مسافر خدا جانے نیوگ سے کیوں گھبرا ہے جب کہ آریہ سماج کا مسئلہ ہے اور مسئلہ بھی معمولی نہیں بلکہ بقول اُس کے پاک حکم ہے تو پھر گھبرانے اور طرح دینے سے کیا فائدہ۔ ناظرین اُس کی مندرجہ ذیل عبارت کو ملاحظہ کر کے اُس کی گھبراہٹ کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

مسافر لکھتا ہے:—

حلالہ اور نیوگ مسائل آریہ سماج میں نیوگ ایک ایسا مسئلہ ہے جسکو مخالفین ویدک دھرم بزعم خود ایک نہایت کمزور مسئلہ سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کوئی مناظرہ ایسا نہیں ہوتا کہ جسمیں یہ مسئلہ زیر بحث نہ آتا ہو[1] چنانچہ اس مسئلہ کے متعلق ہمارے احباب کا سب سے زبردست اور بڑا اعتراض یہ ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ نہایت

[1] غلط ہے بوڑھے بزرگ مسافر سے ہمارے کئی مباحثے ہوئے کبھی اسکا ذکر نہیں آیا "چور کی ڈاڑھی میں تنکا" کوئی کہے تو اور بات ہے (اہلحدیث)

AsliAhleSunnet.com

ہی شرمناک ہے کہ ایک شریف مرد کی عورت کسی دوسرے شریف کے ساتھ ہمبستر ہو۔ آریہ سماج کی جانب سے اس لچر اعتراض کا جو معقول جواب دیا جاتا ہے وہ ناظرین مسافر سے مخفی نہ ہوگا کیونکہ انہیں کالموں میں اس کا اعادہ ہم کئی دفعہ کرچکے ہیں۔ آج ہمیں صرف یہ غور کرنا ہے کہ وہ لوگ جو مسئلہ حلالہ تک منجانب اللہ تصور کرتے ہیں۔ آیا اُن کیلئے بھی کوئی موقعہ ہے کہ وہ نیوگ جیسے متبرک مسئلہ پر جو ایک خاص وقت معینہ کے لئے متصور ہے لب کشائی کرسکیں۔ شائد اس کا جواب مثبت و نفی میں دینا قبل از وقت ہوگا پس قبل اس کے کہ ہم اس سوال کا جواب دیں آیئے پہلے آپ کو یہ مزیدار مسئلہ سمجھادیں:۔

ترجمہ قرآن | اگر اس کو طلاق دی تو اب حلال نہیں اس کو وہ عورت اس کے بعد جبتک نکاح نہ کرے کسی خاوند سے اُس کے سوائے پھر اگر وہ شخص اُس کو طلاق دے تب گناہ نہیں ان دو پر کہ پھر مل جاویں۔ اگر خیال کریں کہ ٹھیک رکھیں قاعدے کے اور یہ دستور ہیں اللہ کے بیان کرتا ہے جاننے والوں کے؛

تنقید۔ ہم سمجھتے ہیں کہ آیت مذکورہ بالا کا مطلب صاف اور صریح ہے جس کو ہم دوسرے الفاظ میں یوں بیان کرسکتے ہیں کہ بموجب قرآن مجید فرقان حمید ایک طلاق شدہ عورت جس کو اُس کا خاوند مکمل طلاق دے چکا ہے اگر پھر مکرر اپنے سابقہ خاوند سے نکاح کرنا چاہے تو وہ نہیں کرسکتی۔ ہاں صرف ایک ترکیب ہے کہ جس کے عمل میں لانے سے وہ اپنے سابقہ خاوند سے پھر شادی کرسکتی ہے۔ اور وہ یہ کہ پہلے وہ عورت کسی دوسرے غیر شخص سے نکاح کرے پھر اسے طلاق دے اور پھر اپنے خاوند سے مکرر شادی کرے؛

اس کی تشریح میں حدیث رفاعہ والی نقل کی ہے جس میں مذکور ہے کہ عورت جب تک دوسرے خاوند سے ملاپ نہ کرے پہلے کے ساتھ نکاح جائز نہیں۔ بہت خوب۔ (مسافر ۷ مئی)

مسافر کا مدعا اس ساری کنج وکاوش سے یہ ہے کہ نیوگ کا مسئلہ بھی حلالہ کی طرح ہے۔ ہم حیران ہیں مسافر کو بے سمجھ قرار دیں یا مسئلہ کو باریک کہیں دونوں امور ہمارے نزدیک پیچیدہ ہیں۔

ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ سرکاری ملازمت کے زمانہ میں ایک ملازم کسی پولیٹیکل مجلس میں شریک نہیں ہوسکتا۔ مگر تعلق ملازمت چھوڑ کر اُسکو روک نہیں رہتی۔ اسی طرح ایک دوکاندار کا نوکر ملازمت کے زمانہ میں اُس کے حریف کو فائدہ نہیں پہنچا سکتا مگر اُس سے تعلق ہٹاکر پہنچا سکتا ہے۔ اس مثال کی مزید تشریح آنکھو مہاشہ ست دیو اور مسافر سے مل سکتی ہے۔ جب تک مہاشہ مذکور کا تعلق دفتر مسافر سے رہا وہ اخبار مسافر کا بہی خواہ رہا لیکن جونہی بقول مسافر چند در چند وجوہات سے علیحدہ ہوا۔ تو اب ذمہ داریاں اُس پر نہیں رہیں۔ مختصر یہ کہ تعلق اور بے تعلقی میں بہت بڑا فرق ہے۔ اسلام نے مطلقہ عورت کو دوسرے خاوند سے نکاح کرنے کی اجازت اُس صورت میں دی ہے جب اُس کا پہلے خاوند سے تعلق بالکل منقطع ہوجائے جس کی مثال ہم نے ترک ملازمت کی دی ہے۔ مگر آریہ سماج عورت کو نیوگ کا حکم اُس حال میں دیتی ہے۔ جس حال میں اُس کا پہلے خاوند سے بھی تعلق بدستور قائم ہو۔ پھر ان دونوں کو برابر کہنا مسافر جیسے سمجھدار آدمی کے سوا اور کس کا کام ہے؟ (مفصل آگے)

ہمارا مضمون ناقص رہجائیگا اگر مسافر کا سوال نقل کرکے جواب نہ دیں۔ مسافر کہتا ہے:۔

ہمیں اس مسئلہ کے متعلق صرف ایک سوال کرنا ہے اور بس۔ آیئے اپنے سوال کو ایک تمثیل کے ساتھ سمجھادیں۔ فرض کیجئے کہ ایک شریف نسل انسان اپنی منکوحہ بیوی کو نہایت غیظ وغضب کی حالت میں طلاق بائن دے بیٹھتا ہے۔ طلاق دینے کو تو دیا جاتا ہے لیکن بعدہ اس نیک شعار بیوی کے اوصاف جب اُسے یاد آتے ہیں تو مرد مذکور بے چین ہوجاتا ہے قلب مضطرب چاہتا ہے کہ وہ اپنی حرکت پر نادم وپشیمان ہوکر اس عصمت مآب خاتون کی بکرر قدمبوسی[ے۵] حاصل کرے۔ ادھر میاں کا یہ حال ہے تو اُدھر بیوی کا اس سے بدتر حال ہے۔ غریب بےکس شریف زادی جس نے اپنی عمر کا زیادہ حصہ اپنے عزیز شوہر کے ساتھ بسر کردیا ہے نہیں چاہتی کہ کوئی غیر شخص نظر اٹھاکر بھی اُس کی طرف دیکھے ایک عجیب منظر ہے کہ ایک طرف شرم وحیا کی معصوم پاک دیوی سربسجود اپنے پیارے سے بغلگیر ہونے کو ایستادہ ہے۔ دوسری طرف غیظ وغضب کا وہ تند دریا جو ابھی چند منٹ ہوئے اپنی جوش جوانی کی عجیب ترنگیں ماررہا تھا۔ اپنی بے جا نخوت وتکبر پر نادم وشرمسار ہے اور چاہتا ہے کہ کسی طرح اس معصوم دیوی کی قدمبوسی[ے۵۲] کرکے اپنے گناہوں کا کفارہ کرسکے۔ لیکن نہیں! یہ ہو نہیں سکتا۔ اسلامی شرع درمیان میں حائل ہے۔ قرآن پاک کی مذکورہ بالا آیت مرد وبیوی کو اپنے ان ارادوں میں کامیاب ہونے سے ایک طرح سے منع کررہی ہے اور اُن کو ایک ایسے فعل کے لئے مجبور کررہی ہے جس کو کوئی غیرت مند انسان اپنی آنکھوں کے سامنے روا نہ رکھیگا۔ عصمت کی دیوی نیک خو بیوی سے کہا جاتا ہے کہ پہلے وہ کسی دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور صرف فرضی دکھاوے کا نکاح کرے بلکہ حقیقی معنوں میں نکاح کرکے اُس سے ہمبستری کرے۔ تب وہ بیوی اپنے اصلی شوہر کے ساتھ مکرر نکاح کرنے کے قابل ہوسکتی ہے۔

اہلحدیث۔ اگر ہم یہ کہیں کہ مسافر اسلام کے احکام سے ناواقف ہے تو شائد تسلیم نہ ہو۔ کیونکہ

ے۵ ہم بھی تصدیق کرتے ہیں (اہلحدیث) ے۵۲ آریوں میں عورت کی قدمبوسی کا دستور ہوگا۔ شائد اسی لئے سوامی دیانند نے لکھا ہے کہ عورت کی پوجا کرنی چاہیے۔ (اہ

الموافقات حق احمد کا سہ الصلوٰۃ - نماز کے احکام ۳/۱ بعنہ (۲۳۴)

AsliAhleSunnet.com

مسافر کا پیٹا تا ایڈیٹر تو ایک علامہ حقانی کی طرح اسلام کے جانے کا مدعی ہوا کرتا تھا۔ جدید ایڈیٹر بھی اُسی کا بیٹا ہے جو بحکم ابن الفقیہ نصف الفقیہ پورا نہیں تو نصف سے کم نہیں۔ ہاں یہ بات سچ ہے کہ اسلام سے (نہیں بلکہ حق سے) اُس کو ایسی کچھ ضد ہے کہ اس کے مقابلہ میں دودو نے چار گننے سے بھی جی چُراتا ہے۔ دیکھئے اسی سوال کے دفع کرنے کے لئے قرآن مجید نے کیسا حلیمانہ طریق کی تعلیم دی ہے؟

اسلام کا حکم ہے کہ عورت مرد میں رنجش ہو جو دور نہ ہو سکے تو سخت ضرورت کے وقت خاوند عورت کو طہر کے وقت ایک طلاق دے۔ پھر ایک مہینہ خاموش رہے۔ اسی مدت میں اگر معمولی رنجش ہے تو دور ہو جائیگی جس میں خاوند رجوع کرکے بغیر کسی حرج ضرر کے مصالحت کر سکتا ہے۔ اور اگر ایک مہینے میں رنج دور نہیں ہوا تو دوسرے مہینے میں دوسری طلاق دیکر ایک مہینہ اور صبر کرے دوسرے مہینے میں بھی رنج دور نہ ہو تو خاموش رہکر بغیر تیسری طلاق دئے اُس کی عدت پوری کرو۔ اس صورت میں طلاق بائن ہو جاویگی اور عورت خاوند سے جدا۔ مگر نہ ایسی کہ اُن کا دوبارہ نکاح نہ ہو سکے بلکہ دونوں کی مرضی سے نکاح ہو سکیگا کیونکہ عورت مثل ایک اجنبی عورت کے ہوگی۔ اور اگر مرد نے اس صورت کو بھی اختیار نہ کیا بلکہ اپنی ضد میں اس درجہ تک بڑھ گیا کہ کسی شرعی مصلحت کو اُس نے ملحوظ نہیں رکھا۔ اور بلا سوچے سمجھے تیسرے مہینے میں تیسری طلاق دیدی تو اس کا ذمہ وار وہی ہے۔ چونکہ اُس نے مصلحت خداوندی کا صریح خلاف کیا ہے اس لئے بطور سزا اُس کو حکم ہوتا ہے کہ لَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اب وہ عورت حلال نہیں جب تک وہ اور خاوند سے نکاح نہ کرے اور وہ بھی اسی طرح اتفاقیہ اپنی مرضی سے باقاعدہ وہ چھوڑے۔

کیسا حکیمانہ قانون ہے مگر اندھوں کے آگے روئیں اپنے نین کھوئیں والی مثال ہے۔ جن لوگوں کے مذہب میں نکاح طلاق جیسے ضروری احکام نہوں وہ ان حکیمانہ احکام پر معترض ہوں تو قصور کس کا؟

اچھا مہاشہ جی!

اسلام نے تو اس عورت سے جو کچھ برتاؤ کروایا وہ قطع تعلق کے بعد کروایا یعنے ایسے حال میں کروایا ہے کہ وہ عورت اُس کی بیوی نہیں رہی۔ مگر ویدک مذہب (سماجک دھرم) اُس عورت کو اپنے خاوند کی منکوحہ قرار دیکر یعنی یہ مان کر کہ یہ عورت اُسی کی ہے اُس کو دوسرے کے پاس جانے نہ صرف جانے بلکہ اولاد لے آنے کی اجازت دیتا ہے۔ غور سے سُنئے:۔

جب خاوند اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو تب اپنی عورت کو اجازت دے کہ اے نیکبخت اولاد کی خواہش کرنے والی عورت تو مجھ سے علاوہ دوسرے خاوند کی خواہش کر کیونکہ اب مجھ سے تو اولاد نہیں ہوسکیگی۔ تب عورت دوسرے کے ساتھ نیوگ کرکے اولاد پیدا کرے لیکن اُس بیاہے مہاشے خاوند کی خدمت میں کمربستہ رہے۔ (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۵۴ و ۱۵۵)

اہلحدیث ۔ مہاشہ جی! اب اپنے سابقہ الفاظ دہرا لیجئے جن کے دُہرانے سے ہمیں تو شرم آتی ہے۔ آپ کو بھی حیا مانع ہے تو ہم بھی آپ کو مجبور نہیں کرتے۔ بلکہ صرف اتنا کہتے ہیں کہ جو شخص نیوگ اور طلاق کو ایک جیسا کہے اُس سے کیا توقع ہو سکتی ہے کہ وہ ایسے باریک سوال کو حل کر سکے۔

"عقل بڑی یا بھینس"۔

انجمن ہائے اہلحدیث

اخبار اہلحدیث اور کانفرنس اس بات پر زور دیتے ہیں کہ ہر مقام پر جہاں جہاں اہلحدیث کے افراد پائے جاتے ہیں۔ خواہ کتنی ہی تعداد میں ہوں۔ اپنی کارروائی کے لئے ایک انجمن اہلحدیث بنا کر توحید و سنت کی اشاعت کریں۔ اس کے متعلق یہی آواز آتی ہے کہ اگر انجمن بنا جاوے۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ یہ بھی حکم ہوتا ہے کہ ماہوار آیا کرو۔ اس حکم کو سُنکر یہ تو خوشی ہوتی ہے کہ الحمد للہ خاکسار سے احباب کو انس اور محبت ہے۔ مگر اس حکم کی تعمیل میں جو مشکلات ہیں اُن کو میں ہی جانتا ہوں وہ نہیں جان سکتے کیونکہ ؎

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں حائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

یہ سوال بھی ہوتا ہے کہ ہم کام کیا کریں اور کس طرح کریں۔ اس لئے آج ان سب سوالات کے جواب دینے کو یہ نوٹ لکھتا ہوں:۔

توحید و سنت کے شیدائی اور انجمنہائے اہلحدیث کے شوقین غور سے پڑھیں:۔

چند ممبر اہلحدیث جمع ہوں۔ اپنا ایک صدر تجویز کریں۔ ہر ہفتے ایک جگہ جمع ہو کر تقریر کیا کریں چند مہینوں تک تقریر کا کوئی عنوان مقرر نہ ہو بلکہ جو کچھ کہہ سکیں کہیں کوئی روک نہو صرف تقریر صاف ہو اس سے بھی مطلب نہو کہ ہمارے عقیدے کے موافق ہے یا مخالف۔ بلکہ یہ مطلب ہو کہ تقریر صاف ہو۔ دس دس یا پندرہ پندرہ منٹ باری باری بولیں صدر صاحب گھڑی لیکر ختم وقت کی اطلاع دیدیا کریں۔ اور سب سے اخیر اٹھکر ان تقریروں کی اصلاح کیا کریں۔ یعنی وہ یہ جتلا دیں کہ فلاں کی تقریر میں یہ نقص تھا۔ فلاں کی تقریر میں یہ خوبی تھی۔

چند ماہ گذر نے کے بعد مضمون کا عنوان مقرر کیا کریں جو ایک ہفتہ پہلے بتلا یا جائے۔ اس مرتبہ کے بعد موضوع مقرر ہو کر فریقین بنکر باہمی بحث کیا کریں مثلاً اثبات خدا کا موضوع ہے تو اختیار ہو کہ ایک اس کا ثبوت دے تو دوسرا اُس کی تردید کرے۔ اسی طرح توحید کے موضوع پر ایک مثبت ہے تو دوسرا نافی بنجائے۔ غرض ہر ایک مسئلہ پر دل کھولکر مباحثہ کیا کریں۔ جس کی تقریر شروع میں ہو اُسکو اُس کے حسب منشاء زیادہ وقت ملنا چاہئے۔ اور اُس کی تقریر پر جو اعتراض کریں اُن کے جواب کے لئے اخیر میں بھی اُسکو وقت کافی ملنا چاہئے۔ اُسکے بعد صدر صاحب اظہار رائے کریں۔

اس قسم کی مجلس کا نام مجلس مذاکرہ علمیہ رکھیں جو مقامی انجمن اہل حدیث کے ماتحت ہوا کرے۔

اس مجلس مذاکرہ علمیہ میں کسی بولنے والے کو روک نہ ہو بشرطیکہ وہ مجلس کا باقاعدہ ممبر ہو۔ ممبر کے معنے یہ ہیں کہ نام درج رجسٹر ہو۔ اور حسب حیثیت چندہ بھی دیتا ہو۔

اس طریق سے جو نوجوان تیار ہونگے وہ اپنے اپنے مقام کی غلط رسومات (عرس میلہ وغیرہ) کی اصلاحی مجالس وعظ میں حصہ لے سکینگے۔

اب میں دیکھتا ہوں کہ ان مفید ہدایات پر کس کس مقام پر عمل ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ میری نگاہ ان مقامات کی طرف ہے جہاں میں محنت کرکے انجمنہائے اہلحدیث قائم کرآیا تھا۔ اور ممبران نے بڑی جوش سے کام کرنے کے وعدے کئے تھے۔ جیسے فیروزپور۔ بٹالہ۔ میرٹھ۔ گجرانوالہ۔ قصور۔ علیگڑھ وغیرہ۔

قادیانی مشن

حکماً عادلاً

گزشتہ پرچہ میں ہم نے ایک حدیث نقل کی تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہے پرچہ مذکورہ میں گو حدیث تو ساری نقل تھی مگر ہماری نظر بحیثیت بحث کے صرف ایک ہی لفظ پر تھی یعنے مسیح موعود کے زمانہ میں کینہ و کدورتوں کا دور ہونا جو ثابت کیا تھا کہ قادیانی مسیح کے زمانہ میں نہیں ہوا

آج ہم اس حدیث کے دوسرے لفظوں پر بحث کرتے ہیں جو حکماً عادلاً ہیں۔

ان دو لفظوں کا مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود اختلافات اسلامیہ کو کتاب وسنت کے مطابق طے کرکے ایک شاہراہ قائم کر دیگا۔

مرزا صاحب نے تو اس لفظ کو اتنا وسیع کہا ہے کہ ساری دنیا کے جھگڑے طے ہو کر بلا اختلاف ایک مذہب ہو جائیگا (ملاحظہ ہو چشمہ معرفت صہ)

اب سوال یہ ہے کیا ایسا ہوا؟ جہاں تک واقعات شہادت دیتے ہیں اس کا جواب نفی میں ملتا ہے

ہم حیران ہیں درخت کو ہم کاہے سے پہچانیں پھل تو اس کا یہ شہادت دیتا ہے

نہ ثمر نہ برگ سبزم نہ درخت سایہ دارم
ہمہ حیرتیم کہ دہقاں بچہ کار کشت ما را

قادیانی مسیح نے اگر اور جھگڑوں کو تو کیا مٹایا ہوتا آج ان کی امت میں خود انہی کی بابت ایک جھگڑا ایسا بپا ہے کہ دونوں پارٹیاں آپس میں ایکدوسرے سے اتنی جدا ہیں کہ شیعہ سنی بھی اتنے جدا نہ ہونگے

آج ہم ایک مراسلہ لاہور کے "پیغام صلح" سے نقل کرتے ہیں جس سے ناظرین کو بآسانی معلوم ہوسکیگا کہ قادیانی مسیح نے تنازع مٹائے نہیں بلکہ زیادہ کر دیئے۔

ہم جانتے ہیں کہ ہر فریق دوسرے پر الزام لگاتا ہے کہ وہ نفسانیت کرتا ہے۔ ہم اس امر کا فیصلہ دینے کے مجاز نہیں کہ کس فریق کی نفسانیت ہے۔ بلکہ ہمارا مدعا یہ ہے کہ قادیانی مسیح نے سابقہ اختلافات کو مٹانے کی بجائے اپنی ذات وصفات کے متعلق ایسے الفاظ کہے جن سے مزید اختلاف خود ان کے ماننے والوں میں پیدا ہوگیا۔ حالانکہ ان کو اپنی حیثیت اور مرتبت کو بہت واضح لفظوں میں صاف کرنا چاہیے تھا۔

ناظرین اب وہ مضمون پڑھیں جو ایک احمدی (مرزائی) کا لکھا ہوا ہے۔ نامہ نگار لکھتا ہے:۔

الفضل ۳ مئی سنہ ۱۵ء میں جو اعلان غیر مبائعین[1] کا گریز شائع ہوا۔ اس کو پڑھکر سخت تعجب ہوا کہ ان محمودیوں[2] نے کیسی بیباکی سے اس اعلان کو سراسر افترآت اور اکاذیب سے بھردیا وہ نہایت چالاکی سے شرائط شکنی کا الزام ہمارے ذمہ لگاتے ہیں لیکن اصل حقیقت جسکو اللہ تعالے خوب جانتا ہے یہ ہے کہ گوجرانوالہ میں ان محمودیوں کے سکرٹری حکیم محمد الدین نام (یہ وہی شخص ہے جس نے حضرت سیدی نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ کے عکسی مکتوب کو دیکھکر حضرت مرحوم ومغفور کو نالائق کا خطاب دیا تھا۔ آہ وہ نورالدین جو حضرت جی پر بھی ایک جزئی فضیلت رکھتا تھا اس کا ایک خط دیکھکر آج یہ محمودیئے لائق بنے بیٹھے ہیں۔ یہودا اسقریوطی کا خطاب آپ دے رہے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون) نے خود ایک درخواست مناظرہ کی ہمارے ایک مخلص بھائی عبدالحق صاحب سے کی تھی۔ لیکن جب پیغامیوں کے مقابلہ کے لئے محمودیوں کے مولوی گجرانوالہ میں پہنچے تو ۲۷ اپریل کو مولوی سرور شاہ کا ایک رقعہ بھائی عبدالحق صاحب کے نام آیا کہ حکیم محمد دین سے جو تمہاری آپس میں خط وکتابت متعلق مناظرہ ہوئی تھی۔ وہ تو تم جانو اور وہ جانیں۔ اگر تم نے بحث کرانی ہے تو اب ہمارے پاس مناظرہ کی درخواست بھیجو۔ چنانچہ ہمارے اس مخلص بھائی نے "دروغ گو را تا بخانہ باید رسانید" کے مقولہ پر عمل کرکے مناظرہ کے لئے اپنی طرف سے چیلنج لکھکر بھیجدیا۔ جس پر انہوں نے اپنی غیر موجودہ خلیفہ سے اس مناظرہ کی اجازت بھی منگوالی۔ جب اجازت آگئی تو پھر مولوی سرور شاہ کا ایک رقعہ ہمارے بھائی عبدالحق صاحب کے نام آیا کہ تم میں سے کوئی نمائندہ آکر شرائط مناظرہ طے کرلے۔ چنانچہ یہ عاجز اور بابو عبدالحق صاحب ان کے مکان پر گئے پہلے چند باتیں بطور یادداشت کے میر اسحاق صاحب نے ایک کاغذ پر لکھیں۔ جن میں پہلی بات یہ تھی جلسہ مباحثہ عام ہے یا خاص مباحثہ تحریری ہوگا یا تقریری۔ بحث کن مسائل پر ہوگی۔ وغیرہ وغیرہ۔ سب سے پہلے میر اسحاق صاحب نے ہمسے یہ پوچھا کہ مباحثہ پبلک میں ہوگا یا اپنے گروہ میں؟ ہم نے کہا پبلک میں۔ میر اسحاق صاحب نے کہا ہم پبلک میں بحث نہیں کرینگے۔ اسپر میں نے کہا میر صاحب مرد میدان بنیے۔ میدان میں نکلئے۔ بلکہ اہل مسیح موعود کی نبوت کے متعلق قرآن اور حدیث اور حضرت صاحب کی کتابوں سے پیش کرینگے

[1] یعنی لاہوری پارٹی [2] قادیانی پارٹی۔

AsliAhleSunnet.com

اور دنیا کو بتلائے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ایک نبی کو آنا تھا سو وہ آگیا اور اس کے نبی ہونے کے ثبوت یہ ہیں۔ اور دلائل دیجئے کہ اس نئے نبی کے ماننے کے بغیر کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اس کے جواب میں میر صاحب نے کہا کہ میں نے یہاں لیکچر اس قسم کے دئے ہیں میں نے کہا اس میں حضرت جی کا نبی ہونا پیش کیا ہے۔ انہوں نے کہا۔ حضرت جی کا راستباز ہونا بتلایا ہے۔ میں نے کہا راستباز کا لفظ تو غیر نبی پر بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ آپ نے نبی ہونا کیوں ظاہر نہ کیا۔ کیا ڈر گئے۔ تو میر اسحاق صاحب نے گفتگو ختم اسپر کی کہ میری بات اول بھی یہی ہے کہ ہم پبلک میں بحث نہیں کرینگے اور آخر بھی یہی ہے کہ ہم پبلک میں بحث نہیں کرینگے۔ اور کہا کہ ہمیں قادیان کے خلیفہ سے صرف اس بات کی اجازت آئی ہے کہ اگر ہم چاہیں تو مباحثہ کریں۔ اور اگر ہم نہ چاہیں تو مباحثہ نہ کریں۔ اسپر میں نے عرض کی کہ افسوس ہے۔ اگر آپ نے پبلک میں بحث نہیں کرنی تھی تو قادیان کے خلیفہ کی خدمت میں اجازت منگوانے کے لئے آدمی بھیجنے کی کیا ضرورت آپڑی تھی۔ آپس کا مباحثہ تو ہم میں اور آپ میں ہو ہی رہا ہے آخر مولوی سرور شاہ نے کہا کہ اگر پبلک مباحثہ کرنا ہے تو لاہور میں کراؤ۔ بھائی عبدالحق صاحب نے کہا کہ اچھی بات ہے آپ اپنے خلیفہ کو میدان میں لاویں۔ مولوی صاحب موصوف نے کہا کہ اس کے لانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم جو موجود ہیں۔ بابو عبدالحق صاحب نے کہا۔ آپ تو یہاں بھی موجود ہیں۔ اگر آپکی موجودگی میں پبلک مباحثہ لاہور میں ہو سکتا ہے۔ تو گوجرانوالہ میں کیوں نہیں ہو سکتا۔ اسپر بھی میر اسحاق صاحب درمیان میں بول اٹھے کہ ہم پبلک میں بحث نہیں کرینگے۔ ہماری اول بات بھی یہی ہے اور آخر بات بھی یہی

ہمارے احباب نے تو اسی لئے اُن کو چیلنج مباحثہ کا دیا تھا کہ گرنیا ور التوائے بحث کے لئے ان کو کوئی حیلہ ہاتھ نہ آجاوے۔ مگر ان محمودیوں نے گریز کا یہ حیلہ نکال ہی لیا کہ ہم پبلک میں بحث نہیں کرینگے۔ غرض جب میر اسحاق صاحب اور اُن کے ساتھ کے مولوی اس طرح مباحثہ سے گریز کر گئے۔ اور ہم وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے تو میر اسحاق صاحب نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم ذرا بیٹھو کیونکہ تم میاں چراغدین صاحب کے بیٹے ہو۔ لیکن تم سے ہمارا کوئی دینی تعلق نہیں۔ میں نے عرض کیا میر صاحب حقیقت میں اب کوئی تعلق آپ سے نہیں رہا۔ میں جب تک آپ کے ان عقائد سے ناآشنا تھا آپ سے محبت رکھتا تھا۔ جب آپ کے ایسے عقائد سے آگاہی ہوئی۔ فوراً تعلق چھوڑ دیا۔ میرا پہلے بھی جن بزرگوں سے دینی تعلق تھا وہ بھی محض اللہ ہی کے لئے تھا۔ اور اب بھی جن سے تعلق ہے وہ بھی محض اللہ ہی کے لئے ہے۔ میں نے دین کو مقدم کیا عزیزداری کو مقدم نہیں کیا۔ میں چونکہ دین اس کو نہیں سمجھتا جسکو آپ پیش کرتے ہیں اس لئے اب آپ لوگوں سے تعلق ایسا ہی ناممکن ہے اور محال ہے جیسا کہ تاریکی اور روشنی کا تعلق محال اور ناممکن ہے۔ باتوں باتوں میں ہی میں نے میر اسحاق صاحب سے یہ بھی پوچھ لیا کہ میں نے سنا ہے آپ عیسائیوں کے جلسہ میں آیت وَمُبَشِّراً بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ کو بحق آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیان کیا ہے اسپر انہوں نے تسلیم کیا کہ میں نے ایسا ہی بیان کیا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ تو[51] آپ کے صاحب کا عقیدہ نہیں۔ میر صاحب نے کہدیا کہ نہیں۔ میاں صاحب کا بھی یہی عقیدہ ہے میں نے کہا میاں صاحب نے اپنا یہ عقیدہ کہاں ظاہر کیا ہے۔ انہوں نے کہا الفضل میں

میں نے کہا افسوس ہے آپ کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ الفضل میں اس آیت کے متعلق ایک حرف بھی میاں صاحب نے نہیں لکھا۔ بلکہ القول الفصل میں جا کر اس کے متعلق کچھ لکھا ہے یہ تھی آپس کی گفتگو۔ اسپر کوئی جمال الدین نام آگئے۔ انہوں نے آتے ہی نہایت حماقت سے یہ فقرہ کہا کہ انکو (یعنے ہمکو) اس مکان میں کیوں گھسنے دیا۔ اسپر ہم اٹھ کھڑے ہوئے مگر میر اسحاق نے پھر کہا کہ ذرا بیٹھ جاؤ۔ مگر چونکہ اس حماقت شعار نے پھر یہی لفظ دُہرائے کہ ان کو کیوں اس مکان میں آنے دیا تو ہمنے وہاں بیٹھنا بے حیائی سمجھا۔ اس لئے ہم وہاں سے آگئے میں یہ بیان کرنا بھول گیا کہ مولوی سرور شاہ بھی درمیان میں دو دفعہ بولے تھے۔ اُن کی ہر ایک بات میں کجی معلوم ہوتی تھی اور بدخلقی کا کچھ انتہا نہ تھا۔ میر اسحاق نے تو دو دفعہ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ مگر شاہ صاحب نے دونوں دفعہ ناک منہ چڑھا کر کہا کہ جاؤ جاؤ۔ میرے خیال میں اس بات کے بیان کرنے کی تو ضرورت نہیں کہ شرائط مباحثہ طے کرنے کے وقت جس قدر مبائعین وہاں جمع تھے سب کو نیچے اتار دیا گیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ پہلے سے ہی مولویوں میں اس قسم کے صلاح مشورے طے ہو چکے ہوئے تھے کہ جو بات فریق مقابل کہیگا وہی ہم نہ مانیں گے۔ اسی لئے انہوں نے یہ سوچ کر کہ ممکن ہے اس رد و کد سے مبائعین پر کوئی بُرا اثر پڑے اور اُن کو اپنے فرقہ کے مولویوں کی کمزوری کا پتہ کہیں لگجائے شرائط مباحثہ کے وقت سب محمودیوں کو مکان سے نیچے اتار دیا۔ الفضل نے تو پہلے ہی سے اپنی یہ عادت ٹھیرائی ہوئی ہے [illegible] سچی بات نہ کرے۔ چنانچہ اُس نے حسب عادت اپنی کے یہ فقرہ بھی اپنے ماتھے پر سے سیاہی کا کلنک اتارنے کے لئے لکھدیا۔ کہ "وہ اگر ان کی (یعنی ہماری) غرض تحقیق کی ہوتی

[51] خلیفہ حال قادیانی [52] کیا کلیتاً؟ شائد (اہلحدیث)

تواس پبلک پر زور دینے کے کیا معنے تھے؟ گویا جتلایا ہے کہ ہمنے بغرض تحقیق اُن سے یہ مباحثہ کرنا تھا۔ سبحان اللہ۔ محقق تو شائد دنیا میں یہی مانے جاتے ہونگے۔ اور تحقیق بھی کس مسئلہ میں کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبی آگیا جس نے آکر خاتم النبیین اور حدیث لانبی بعدی کا جھوٹا ہونا ظاہر کردیا۔ اور خدا اور رسول کے ارشاد کے خلاف آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی مخصص الزمان پیغمبر ثابت کردیا۔ اس کی تحقیق تو وہی اندھا کریگا جس کو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آفتاب عالمتاب ہونے میں کوئی شبہ ہوگا یا جس کو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی شک ہوگا یا وہ جو خاتم النبیین کی جگہ کسی مہدی یا مسیح کو خاتم النبیین قرار دیتا ہوگا۔ ہم کو اس تحقیق کی کیا ضرورت ہے جو جانتا ہے کہ دنیا کے لئے ایک ہی آفتاب ہے جو قیامت تک رہیگا۔ اس کے ہوتے کسی دوسرے آفتاب کی ابد آ ضرورت نہیں کیونکہ وہ آفتاب صداقت جب سے طلوع ہوا۔ اس کی روشنی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اور نہ کبھی وہ غروب ہوگا۔ غرض ہماری اس مباحثہ سے یہ تھی کہ کوئی سعید روح سعادت حاصل کرلے اور حق سے دُور نہ رہے اور غیر ماموروں کی بیعت کے پھندے سے رہائی پاوے اور ان محمودیوں کے طلسم کو ہباء المنثورا ہوتا دیکھ لے۔

مگر الفضل بھی کچھ ایسا عہد شکن ہے کہ اب پھر لکھتا ہے کہ "اپنے امیر سے چیلنج دلائیں اور وہ پہلے کی طرح اظہار کمزوری نہ دکھائیں" اگر چہ اس کو خوب معلوم ہے کہ حضرت امیرؑ ایدہ اللہ بنصرہ کسی طرح بھی اور کبھی بھی کوئی کمزوری دکھانے والے نہیں۔ بلکہ وہ تو ایسے مرد میدان ہیں کہ برہنہ تلواروں کے سامنے بھی اپنے عقائد کا اعلان کرنے سے نہیں رک سکتے۔ الفضل کے خلیفہ کی طرح نہیں کہ حیدرآباد دکن کے ایک نواب کو تبلیغ کی تو خوف کے مارے حضرت جی کا نبی ہونا بھی ظاہر نہ کرسکے۔ اب اگر قادیان کے مولویوں کو کچھ طاقت ہے تو مرد میدان بنکر خود چیلنج مناظرہ دیں اور میدان میں نکلیں۔ اور جس طرح سے چاہیں ہمارے ساتھ ایسا مباحثہ کرلیں ہم حاضر ہیں ✽ (خاکسار محمد حسین
مہتمم عفی عنہ)
(پیغام صلح ۹ رمئی ۱۹۲۰ء)

آریہ کیا کر رہے ہیں

قابل توجہ مسلمانان

الجدیث میں بار بار یہ رائے ظاہر کیگئی ہے کہ آریہ سماج اسلام کے لئے "ابر رحمت" ہے۔ معمولی سمجھ کا آدمی اس رائے کی مخالفت کرسکتا ہے مگر باریک بین اس سے انکار نہیں کرسکتا۔ میں تو آریہ سماج کی اس لئے قدر کیا کرتا ہوں کہ یہ ایک باہمت دشمن اسلام ہے۔ اور اسلام ایسے باہمت دشمن کی بہت عزت کرتا ہے۔ میں اپنے وسیع تجربہ سے کہتا ہوں کہ آریہ سماج کی تحریک سے بہت جگہ مسلمانوں کو فائدہ پہنچا۔ ایسے ایسے مقامات پر جہاں مسلمانوں میں بالکل حس نہ تھی آریہ سماج کا ایک لیکچرار گیا اور اُسنے شیل کے گولے چھوڑے تو سب مسلمان بیدار ہوگئے اور انہوں نے تباہی سے پہلے اپنا انتظام کرلیا۔ انہی معنے سے میں آریہ سماج کو ابر رحمت کہتا ہوں کہ یہ سوتوں کو جگاتی ہے۔

آریہ سماج کے جس کام پر مسلمانوں کو عموماً اور اہلحدیثوں کو خصوصاً ہم توجہ دلاتے ہیں وہ ایک خاص امر ہے۔

جرمنی کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ جنگ میں نئے نئے سامان استعمال کرتا ہے اس لئے کہ وہ بہت مدت سے تیاری کر رہا تھا۔ ہمیں معلوم نہیں کہ اُسکے حریف لوگوں کو اُس کی تیاری کا علم تھا یا نہیں۔ تھا تو اس کا جوڑ توڑ انہوں نے کیا کیا اور کیا نہیں کیا ہم اس کی بابت کچھ نہیں کہہ سکتے مگر آریہ سماج کی بابت جو ہمیں علم ہوا وہ جرمن کی تیاری سے کم نہیں غور سے سنئے!

لاہور کا آریہ اخبار ایک نوٹس لکھتا ہے

گورو کل وشو ودیالہ کے متعلق ضروری التماس	اس وقت گروکل میں آریہ سدھانت (اصولوں)

کی پڑھائی کا کام بڑے زور سے جاری ہے ہر ایک مذہب کے اصول کی تعلیم اُن کے اول درجہ کے ماننے ہوئے محققوں کی دریافت پر بلا تعصب دینا مقصود ہے جہاں قرآن شریف کی دوسری مفسروں کی تفسیریں جمع کیجارہی ہیں وہاں تفسیر احمدیہ مترجمہ و مفسرہ سرسید احمد خاں صاحب آنجہانی اس وقت قیمتاً بھی نہیں ملتی کیونکہ وہ دوسری بار طبع نہیں ہوئی۔ اس لئے علم دوست محققوں کی خدمت میں میری التماس ہے کہ تفسیر احمدیہ مکمل جس کے پاس ہو وہ اول تو براہ مہربانی گورو کل کے کتب خانہ کو اس کی مکمل جلدیں بھینٹ کریں۔ اگر ایسا مناسب نہ سمجھیں تو میں اس کتاب کو قیمتاً گروکل کے پستکالیہ کے لئے بھی خریدنے کو تیار ہوں۔ (منشی رام کھیلا دھشٹھاتا اور آچاریہ گورو کل وشو ودیالہ ڈاک خانہ شام پور کانگڑی ضلع بجنور)

الہدیث ۔ یہ ایک معمولی نوٹس نہیں۔ بلکہ آریہ سماج کی کمال تیاری کا سراغ ہے جو وہ اسلام اور اہل اسلام کے لئے کر رہی ہے۔ ہم زیادہ نہیں کہتے اپنے ناظرین سے صرف اتنا پوچھتے ہیں۔ کہ آیت مندرجہ ذیل کے مطابق ہمکو کیا کرنا چاہئے جو یہ ہے۔

اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ

یہ آیت بموجب ہمکو اپنے حریفوں کے مقابلے کے لئے کیا حکم دیتی ہے۔ علماء کرام سوچ کر بتلادیں اور پھر یہ بتلادیں کہ ہمارے موجودہ مدارس اس حکم کی تعمیل اور اس ضرورت کی تکمیل کرسکتے ہیں جو آریہ سماج اور دیگر مذہبی مخالفوں کے لئے ہمکو پیش ہے یا آئندہ ہوگی۔

ﮯ مولوی محمد علی صاحب لاہوری پارٹی (الہدیث)

AsliAhleSunnet.com

اہلحدیث کے ممبرو! تم اگر توخاصکر اس سوال کے مخاطب ہو کیونکہ تمہارا دعویٰ ہے کہ ہم ہی اصل قرآن وحدیث کے پابند ہیں۔ بتلاؤ اس ضرورت کا بھی کوئی مدرسہ بنایا ہے۔

ایک واضح مثال ہر سلطنت میں دستور ہے کہ اس کے زیر اہتمام اندرونی انتظام سلطنت کے لئے مدارس ہوتے ہیں جہاں کے طالبعلموں کو ڈپٹی۔ تحصیلدار۔ وکیل وغیرہ بنایا جاتا ہے تو ساتھ ہی اس کے فوجی مدرسہ (ملٹری کالج) بھی ہوتا ہے جہاں کے طالبعلم کو فوجی عہدوں پر لیا جاتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ رعایا کے روزانہ انتظام کے لئے پہلی قسم کے مدارس ہی کام آتے ہیں کیونکہ ان کے مقدمات اور دیگر انتظامات ڈپٹی وغیرہ لوگ ہی فیصل کرتے ہیں لیکن داناؤں سے پوشیدہ نہیں کہ محکمہ سول (ججی وغیرہ) فوج کے زیر حمایت ہے۔ فوجی یا فوجی مدرسہ نہیں تو محکمہ سول شبے ماند شبے دیگر نمی ماند کا مصداق ہے فوج ہی سے اندرون ملک میں انتظام ہے۔ فوج ہی سے بیرون ملک دبا ہوا ہے۔ فوج نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ جس سلطنت کی فوج ناقص ہے اُس کا سب کچھ ناقص ہے۔

ٹھیک اسی طرح اسلام کی مذہبی ضرورت ہے اس میں ایک قسم کے عالم وہ ہیں جو مسلمانوں کی پیش آمدہ ضروریات کے مطابق اُن کو احکام شریعت بتلاتے ہیں اُن کے خیالات کی اصلاح کرتے ہیں۔ اُن کو وعظ ونصیحت کرتے ہیں۔ غرض مسلمانوں کی جملہ ضروریات دینی میں منہمک ہیں۔ دوسری قسم کے علماء وہ ہیں جو فوجیوں کی طرح مخالفوں کے سامنے سینہ سپر ہوتے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ ایک بڑا محدث بڑا فقیہ۔ بڑا مفسر۔ بڑا صرفی نحوی منطقی بلکہ جملہ علوم میں مسلم استاد بھی اگر میدان مناظرہ میں تجربہ کار نہیں تو اُس کی قدر بھی اس میدان میں اس سے زیادہ نہیں جتنی کہ ہائی کورٹ کے کسی بڑے جج کی میدان جنگ میں۔ جہاں ایسے بزرگوں کی خدمت میں بڑے ادب کے ساتھ عرض کیا جائے ؎

سنبھلکر پاؤں رکھنا میکدہ میں مولوی صاحب
یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

لطیفہ میرے ایک دوست بڑے واعظ ہیں بارہا مجھ سے کہا کہ آریوں سے مباحثہ ہو تو مجھے بھی اطلاع کرنا سننے کو جی چاہتا ہے۔ امرتسر میں ایک دفعہ کے مباحثے پر تشریف لے آئے۔ مقابل میں ایک ایسا شخص تھا جس کے پاس اعتراضوں کی کلدار توپ ہوتی تھی اُس نے جو گولے برسانے شروع کئے تو مولوی صاحب تاب نہ لاکر لاحول پڑھتے ہوئے چلتے بنے اُس وقت یہ رباعی اُن پر صادق آئی ؎

شیخ جی محفل رنداں میں کہیں آئے گئے
خوب لاچار تھے کچھ وعظ بھی فرمائے گئے
آغوش اس طرح وہ واں سے نکلوائے گئے
پا بدست دگرے دست بدست دگرے

کون نہیں جانتا کہ سلطنت کے لئے دونوں صیغے ضروری ہیں مگر ان میں سے مقدم اور زیادہ ضروری فوجی صیغہ ہے۔

ایک زندہ مثال ابھی کا ذکر ہے ایک نوجوان عبدالغفور سے مرتد ہوکر "دھرمپال" بنا تھا اُس نے ایک کتاب "ترک اسلام" لکھی۔ ترک اسلام کیا تھی مشین گن (کلدار توپ) سے زیادہ گولہ برسانے والی کتاب۔ اُن گولوں کے سامنے کون ہوا۔ سولین علماء؟ نہیں انصاف یہ ہے کہ یہ کام اُنکا تھا بھی نہیں۔ اس کتاب کے بڑے اثر سے سولین علماء کے کیمپ میں کھلبلی پڑ گئی۔ فوجی علماء سینہ سپر ہوئے تو اس طرح اُس کے پرخچے اُڑائے کہ وہی دھرمپال آج بفضلہ تعالیٰ نہ صرف عزیز بلکہ عزیز تر غازی محمود کے نام سے موسوم ہوکر اچھے خاصے فوجی عہدے پر ممتاز نظر آتا ہے سلمہ اللہ وعافاہ کیونکر اُس میں تبدیلی ہوئی؟ وہ خود بتلاتا ہے کہ میں ملا ازم (املاء الرجال) کو اسلام سمجھکر معترض ہوا تھا مولوی ثناء اللہ اور مولوی نورالدین نے میرے جواب لکھکر اسلام اور ملا ازم میں مجھے تمیز کرادی تو اسلام قبول کرنے میں مجھے کوئی امر مانع نہ رہا۔

میری اس تقریر کا مدعا کوئی یہ سمجھے کہ میں اُن علماء کی جو مناظرہ نہیں جانتے یا نہیں کرتے کسی طرح کی کسرشان کرتا ہوں حاشا وکلا میں تو اُن کو بھی اور چیف جج بلکہ ہائی کورٹوں کے ججوں سے تشبیہ دیتا ہوں۔ مگر ہاں یہ ضرور کہتا ہوں لکل فن رجال۔ اسلام کی مذہبی سلطنت کے دونوں بازو ہیں مگر ایک دایاں تو دوسرا بایاں جس پر سلطنت کا وجود زیادہ موقوف ہے وہ دایاں بازو ہے۔ دوسرا بایاں اس کا فیصلہ ناظرین خود کرسکتے ہیں۔

میں دور چلا گیا۔ میری غرض تھی کہ مسلمانوں کو اس ضرورت کا انتظام کرنا چاہیے جس کا سراغ ہمکو ملا ہے۔

ناظرین اہلحدیث کی خوشی کے لئے اطلاع دیتا ہوں کہ اہل حدیث کانفرنس اس فکر میں ہے کہ اس ضرورت کو مدنظر رکھکر ایک بڑا کالج (مدرسہ) بنایا جائے جس میں اُن طلبا کو لیا جائے جو دیگر مدارس سے فارغ ہو چکے ہوں۔ پھر جو اُن میں کمی ہو وہ پوری کرکے اُن کو سولین اور فوجی دونوں قسم کے علماء بنایا جاوے۔

اس صورت میں اہل حدیث کے موجودہ مدارس بھی کارآمد اور قائم رہینگے اور ضرورت بھی پوری ہو جائیگی۔

ناظرین سے درخواست ہے کہ وہ اس تجویز کی تکمیل کے لئے دعا اور دوا دونوں کے لئے طیار ہوجاویں! السعی منا والاتمام من اللہ۔

انگریزی لباس کا فائدہ

لودیانہ کا عیسائی اخبار نور افشاں لکھتا ہے۔ اگرچہ انگریزی لباس نور نام کی خوبیاں بیشمار ہیں پر اکثر کم سمجھ لوگ ان کو اجنبی جان کر معیوب بتاتے اور معترض ہوتے ہیں اور بعض اوقات تو خود غرضی کا تاریک بادل یہاں تک اُن کے دلوں اور ضمیروں کو اندھیرا بنا دیتا ہے کہ اگر چراغ لیکر بھی ڈھونڈو تو کوسوں محبت کا پتہ اُن کے دل میں نہ پاؤ گے۔ بلفظہ جہاں محبت کی کمی ہے وہاں ہر طرح کی بُرائی کے گھر کرلینے کا اندیشہ ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

AsliAhleSunnet.com

کہ سب سے عمدہ اور خوشنما شے جو ہمکو دستیاب ہو سکتی وہ مہربان طبیعت ہے۔ نیک مزاجی اچھی شے ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا لب ولہجہ ہمارے ابنائے جنس کے ساتھ اچھا ہو۔ تو واجب ہے کہ ہم وہ فضیلت حال حالت کریں جس کی بابت پولوس رسول نے فرمایا ہے کہ "اگر میں آدمیوں اور فرشتوں کی زبانیں بولوں اور محبت نہ رکھوں تو ٹھنٹھناتا ہوا پیتل یا جھنجھناتی ہوئی جھانجھ ہوں" آمدم برسر مطلب۔

اس مہذب لباس میں بہت سی خوبیاں ہیں جو اب تک بعضوں کی نظر سے پوشیدہ ہیں۔ مشتے نمونہ از خروارے یہ ہیں:-

ہمارے لئے یہ لباس ایک ایسا ظاہری اور صریحی نشان ہے کہ ہند کے لوگ دیکھتے ہی خواہ مخواہ پہچان لیتے ہیں کہ ہم مسیح کے پیرو (یعنی عیسائی) ہیں اور یوں یہ عمدہ یونیفارم لباس بے تار کے تار برقی کی طرح یسوع کی خبر (پیشتر اس کے کہ ہم اپنا منہ کھولیں) اُن کے دلوں اور دماغوں تک پہنچاتا ہے گویا ہماری طرز وضع اور شکل وشباہت ہی اُن سے گویا ہے (کہ ہم عیسائی ہیں)

(نور افشاں ۱۶ر اپریل ۱۵ء)

اہلحدیث:- ہمارے مسلمان بھائی اس فائدہ کو غور سے دیکھیں اور نتیجہ حاصل کریں۔

ہمعصر کشمیری نامی؟ لاہور کا اخبار کشمیری میگزین لکھتا ہے:-

سنا گیا ہے کہ لاہور کی ایک مشہور مسجد کے ایک پیش امام صاحب سے کسی نے ایک مسئلہ پوچھا پیش امام صاحب جن کا نام بھی بیان کیا جاتا ہے کئی سطروں میں آتا ہے باتوں باتوں میں ایسے طیش میں آگئے کہ اپنی حرکت اور جبہ وعمامہ کے گھمنڈ پر اس غریب کو دو چار گھونسے رسید کر دئے۔ ایک شخص نے بیچ بچاؤ کرانا چاہا۔ مولوی صاحب اور اُن کے ایک دو معتقدوں نے اُس کو بھی ایک آدھ چپت رسید کر دی۔ ایک غیر مسلم بھی اُس وقت مسجد میں موجود تھا جو مسلمان ہونے کے لئے آیا تھا۔ مسلمانوں کے امام اور بزرگ دین کی یہ بد تہذیبی دیکھکر واپس چلا گیا اور باہر جاکر جب اُس نے مولوی صاحب کے متعلق لوگوں سے "چوں بخلوت میروند آں کار دیگر" بھی سُنے تو اور بھی گھبرایا۔ یہ واقعہ اگر سچ ہے تو کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے وہ علما جو ورثۃ الانبیاء کہلانے کے شوقین ہیں اپنی اخلاقی کمزوریوں کی وجہ سے اشاعت اسلام تو کجا حفاظت اسلام کے فرائض بھی ادا نہیں کر سکتے بلکہ الٹا نقصان پہنچا رہے ہیں۔ غیر مسلم جو مولوی صاحب کی کرتوتیں سنکر مسلمان نہیں ہو سکا اس کے متعلق کوئی افسوس نہیں۔ اگر اُس کے دل میں سچی تڑپ اور راستی کی تلاش ہے تو دیر سویر ضرور دائرہ اسلام میں شامل ہو جائیگا۔ افسوس ہے تو یہ کہ ہمارے علماء اور مولوی صاحبان میں ضبط۔ صبر اور تحمل و برداشت کی طاقت نہیں ہے۔ ورثۃ الانبیاء کہلانے والوں کو انبیاء کے اخلاق وعادات بھی اختیار کرنے چاہئیں۔ (۶مئی ۱۵ء)

اہلحدیث:- ایسے نامعقول لوگ دراصل عالم نہیں ہوتے۔ مگر چونکہ عوام کی نگاہ میں علم کا صحیح معیار کوئی نہیں اس لئے وہ ہر جبہ پوش کو عالم اور ہر واعظ کو فاضل سمجھ جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے جال سے مخلوق کو بچانے کے لئے قانون وقت کی دفعہ ۵۰۰ میں اجازت دیگئی ہے کہ اُن کا نام لے کر اُن کے عیوب سے لوگوں کو مطلع کیا جائے جیسا کہ محدثین رحمہم اللہ نے "اسماء الرجال" میں کیا۔ پس ہمعصر کشمیری کو ہم درخواست کرتے ہیں کہ وہ مہربانی کرکے ایسے عالم واعظ کا نام مشتہر کرے تاکہ اس ابہام سے دوسرے بے گناہ ہوں پر بھی اشتباہ نہ ہو۔ امید ہے ہمعصر ایڈیٹر کشمیری اپنی غیر معمولی اخلاقی جرأت سے کام لیکر اس ابہام کو دور کر دینگے*

مُوباف

اخبار گوہر بار اہلحدیث کے ۲۳ر اپریل ۱۹۱۵ء کا پرچہ میری نظر سے گزرا۔ اس کے صفحہ ۹ پر تعاقب برمسئلہ موباف کا مضمون تھا۔ میں سخت حیرت میں پڑگیا کہ جناب متعاقب صاحب نے دعویٰ تو بیشک محققانہ کیے مگر دلائل بیان کرنے میں بالکل اس کے برعکس نکلے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ موباف وغیرہ روایتاً ودرایتاً ولغتاً کسی قسم کے قواعد اصولیہ میں سے بھی وصل منہی عنہ میں داخل نہیں۔ چنانچہ بدلائل واضحہ اعلیٰ پیمانہ پر ابھی ثابت کر دیتا ہوں مطلق وصل منہی عنہ میں داخل نہیں بلکہ بالوں میں بالوں کا جوڑنا (یعنے بالوں کے ساتھ بالوں کو دھوکا دینا) وصل سے مراد ہے۔ اور یہی علت منہی عنہ کی ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل دو حدیثیں صاف صریح ہیں عن عمرو ابن مرۃ انہ سمع سعید بن المسیب یقول قدم معاویۃ المدینۃ اخر قدمۃ قدمہا فخطبنا فاخرج کبۃ من شعر قال ما کنت اری احدا یفعل ھذا غیر الیھود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سماہ زورا یعنی الواصلۃ فی الشعر رواہ البخاری۔

دوسری حدیث وعن سعید بن المسیب قال قدم معاویۃ فخطبنا واخرج کبۃ من شعر وقال ما کنت اری ان احدا یفعلہ الا الیھود وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلغہ فسماہ الزور یعنی روایت ہے عمرو بن مرہ سے تحقیق وہ سُنا سعید بن المسیب کہتے تھے کہ جب معاویہ اخیر میں مدینہ میں آئے تو وعظ بیان کیا اور بالوں کا ایک موٹھا نکالا جو آپس میں جوڑے ہوئے تھے اور کہا کہ میں تو گمان نہیں کرتا تھا کہ سوائے یہود کے اور کوئی کرتا ہوگا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو مکر فرمایا یعنے بالوں میں جوڑ لگانے کو۔ یہ ہے اصل ترجمہ جو بخاری اور مسلم میں ہے۔ اور وصل کی تعریف امام نووی اس طرح لکھتے ہیں۔ اما الواصلۃ فھی التی تصل شعر المرأۃ بشعر اخر یعنی واصلہ

وہ عورت جوکہ ملادے بال عورت کے ساتھ بال دوسرے - اور مجمع البحار میں وصل کی تعریف اس طرح مرقوم ہے لعن الواصلة ای التی تصل شعرھا بشعر اخر یعنے واصلہ وہ عورت ہے جوکہ ملادے اپنے بال کو بال دوسرے کیساتھ - اور فتح الباری میں امام ابن حجر عسقلانی وصل کی تعریف اس طرح بیان کرتے ہیں الواصلة ای التی تصل الشعر سواء کان لنفسھا ام لغیرھا یعنی واصلہ وہ عورت ہے جوکہ جوڑ لگاوے بالوں کو اپنے واسطے یا دوسرے کے واسطے قال اللیث بن سعد النھی مختص بالوصل بالشعر ولا باس بوصل بصوف وخرق وغیرھا - اور امام لیث ابن سعد فرماتے ہیں کہ نہی مختص ہے ساتھ ملانے بالوں کے اور کچھ ڈر نہیں ہے اون یا کوئی کپڑا وغیرہ ملانیمیں قال القاضی فاما ربط خیوط الحریر الملونة ونحوھا مما لا یشبہ الشعر فلیس بمنھی عنه لانه لیس بوصل ولا ھو فی معنی مقصود الوصل وانما ھو للتجمل والتحسین - اور قاضی عیاض یہ کہتے ہیں کہ ریشم کے تاگے رنگے ہوئے سے باندھنا یا اُن کی مثل اور کوئی چیز جو مشابہ بالوں کے نہیں ہوتی ممنوع نہیں ہے کیونکہ یہ وصل نہیں ہے اور نہ وہ چیز ہے جو وصل سے مقصود ہے (یعنی بالوں کے ساتھ دھوکا دینا) اور یہ تو فقط خوبصورتی اور زینت کے لئے ہے۔

اور قاموس میں وصل کی تعریف اس طور پر مذکور ہے - الواصلة المرءة تصل شعرھا بشعر غیرھا یعنے واصلہ وہ عورت یعنی جو ملادے اپنے بال کو غیر بالوں کے ساتھ - پس جو لوگ موباف بالوں میں ملانے کو منع کرتے ہیں اُن کے پاس کوئی دلیل نہیں - اور وہ دھوکا کھاتے ہیں - جابرؓ کی حدیث ہے جس میں یہ لفظ ہے زجر النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان تصل المرءة بواسھا شیئا یعنی ڈانٹا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ ملادے عورت ساتھ سر اپنے کے کچھ - مگر اوپر کی حدیث سے صاف ثابت ہوگیا کہ بالوں میں بالوں کا جوڑنا حرام ہے اور اس فعل کو آپ نے منع فرمایا اور یہی علت منع کی ہے - دوسرا لفظ شیئا گو لفظ عام ہے مگر معنے کے اعتبار سے خاص من الشعر ہے - اس کی بعینہ مثال حدیث ان الماء طھور لا ینجسه شیٔ کی ہے - اور اس مسئلہ کو امر مشتبہات پر عمل کرنا قطعاً درست نہیں ہو سکتا - کیونکہ مشتبہ اسی کو کہتے ہیں کہ جس کے دو امر متنازعہ فیہ میں راجح و مرجوح کسی ایک کا معلوم نہ ہو اور یہاں وہ صورت کلیتاً مفقود ہے - اور اس مسئلہ میں پہلے لوگوں نے بھی اختلاف کیا ہے - کوئی کہتا ہے کہ وصل منع نہیں ہے کسی چیز سے ہو - اور ان کے پاس کوئی صحیح دلیل نہیں ہے - اور دوسرے لوگ کہتے ہیں - اگر شوہر اپنی بی بی سے چاہے اسی طرح مالک اپنی لونڈی سے چاہے کہ وصل کرے تو وصل کرنا کوئی مضائقہ نہیں اور جائز ہے ورنہ جائز نہیں - اور تیسرا فرقہ ہے جو ہر چیز سے وصل ناجائز کہتا ہے خواہ بال ہو خواہ کپڑا خواہ تاگا اُن کے پاس بھی کوئی صریح دلیل نہیں واللہ اعلم علمہ اتم (محررہ العاجز محمد ولایت علی مرشد آبادی متعلم مدرسہ مولانا عبدالوہاب صاحب)

ایڈیٹر :- اس مسئلہ پر بحث کافی ہو چکی ہے زیادہ طوالت سے ناظرین کو لطف سے بے لطفی ہوتی ہے اس لئے ختم ٭

مذاکرہ علمیہ

۲۳ جمادی الاول (اپریل) کے پرچے میں ایک مضمون اجماع کے متعلق جناب مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے قلم کا نکلا تھا - مضمون ایسا ضروری تھا کہ ہر ایک اہل علم کو اسپر توجہ کرنی چاہئے تھی مگر خدا جانے کیوں خاموشی رہی -

جو لوگ کسی راقم کی قوت استدلالیہ یا شخصی رعب داب سے مذاکرات میں حصہ نہیں لیتے یہ اُن کی غلطی ہے - یہ مذاکرات کوئی مخالفانہ مباحثات نہیں ہیں بلکہ برادرانہ تبادلہ خیالات ہیں - ان میں جو شخص حصہ نہ لیگا وہ مخالفانہ مباحثات میں کیا لے سکیگا - شکر ہے مولوی ابو داؤد عبداللہ صاحب تیمم پہاڑپوری نے ہمت دکھائی جن کا مضمون درج ذیل ہے -

واضح رہے کہ راقم اول (مولوی صاحب سیالکوٹی) نے مسئلہ اجماع کے دلیل شرعی ہونے سے انکار کیا تھا جسپر بڑی لمبی چوڑی تقریر نقلی اور عقلی لکھی تھی - جن صاحبوں کو ایسے مذاکرات کا شوق ہو وہ سابقہ پرچے بھی ملحوظ رکھا کریں اور وقت پر سابقہ مضامین کو سامنے رکھکر اُن کے متعلق تائید و تردید لکھا کریں یہ مضمون چونکہ علمی اور بہت زیادہ مشکل ہے اس لئے اس کا سامنے ہونا بہت ضروری ہے ہاں موئیدین یا مردودین کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ ہمارے مضمون کا ناظرین پر اثر ہو - اُس کی یہ صورت ہے کہ تائید یا تردید کو مضمون کی صورت میں لکھا کریں جس کو ناظرین پڑھکر کسی مفید نتیجہ پر پہنچیں - ایسا نہو کہ نقص بیان کی وجہ سے دلچسپی سے خالی ہو کر افادہ سے گر جائے - اگر ایسا ہوگا تو دو نقصان ہونگے راقم مضمون کی محنت کا ثمرہ نہوگا - اخبار کی وقعت بھی کم ہوگی - ناظرین بے لطفی سے بدمزہ ہونگے - پس نامہ نگار اس کا خیال رکھیں چند دنوں بعد اس قانون کی سختی سے تعمیل ہوگی یعنی جو مضمون اپنے معنے میں فائدہ تام دینے والا نہوگا درج نہوگا چاہے کوئی کتنا ہی کہے کیونکہ اس میں رعایت کرنے سے راقم مضمون کی بدنامی کے علاوہ اخبار کی بھی بدنامی ہے جو ہمکو کسی طرح پسند نہیں - (ایڈیٹر)

اس مذاکرہ کی تمہید میں مکرم ایڈیٹر صاحب نے بصورت خاموشی یکطرفہ ڈگری کر لینے کا ڈر نہ دلایا ہوتا تو عاجز کو اس میں حصہ لینے کی اس وقت مطلق فرصت نہ تھی مگر افسوس جن بزرگوں کا یہ حق تھا وہ چل بسے یا چنیں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند - یا ممکن ہے پرچہ اہلحدیث کی ہوا ہی کسی وجہ سے اُن کے رخ میں نہ

AsliAhleSunnet.com

چلتی ہو۔ بہرحال مطابق مثل ان لم یکن الخمر فالخل (شراب نہ ہو تو سرکہ ہی سہی) اختر ہی سے جتنی ہو سکے اس چٹنی میں ترشی ڈالنے سے کام لیتا ہے۔ تاکہ فرمان نبوی ما اقفر بیت من ادم فیہ خل (جس گھر میں سرکہ موجود ہو وہ سالن سے خالی نہیں سمجھا جائیگا) کا مصداق ہو۔

اس بحث میں فاضل مذاکر نے متبعین اسلاف اور برادران احناف دونوں کے اجماع کو واجب الاتباع سمجھنے پر رد کیا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجماع کو بھی مطمح نظر بنانے سے بالکل گرا دیا ہے کیونکہ انہیں منصب تشریع حاصل نہیں نہ وہ معصوم ہیں۔ اور یہ ٹھیک ہے مگر کسی شرط سے ان کا اتباع واجب ہونا جو اس مضمون کا دوسرا مفہوم تھا اسپر کچھ اس میں تفصیلی بحث نہیں کی گئی۔ بلکہ بظاہر اسے ایسا چھوڑا گیا ہے کہ اتباع سلف سے صاف انکار دکھائی دیتا ہے جو اہل سنت کا مسلک نہیں ہے۔ یہ بحث جس کافی توجہ کی محتاج ہے میں پہلے معذرت کر چکا ہوں کہ اس کے لئے تیار نہیں ہوں تاہم مذاکرۂ ہذا کے بعض ضروری مواقع پر کچھ قال اقول کے عنوان سے عرض کرتا ہوں تاکہ اس سے اہل سنت کے عقیدہ پر جو شبہات عائد ہوتے ہیں ان کے رفع کی صورت ہو۔ قال الفاضل المذاکر (بعد ذکر الاسوۃ الحسنۃ) پس شریعت الٰہی وہی ہے جو اُس نے اپنے رسولوں کی معرفت قائم کی اور اُس میں غیر کی شراکت نہیں رکھی الخ

اقول:۔ نماز کی صحیح حدیث ائتموا بی ولیأتم بکم من بعدکم (یعنے تم میرے پیچھے لگو اور تمسے پچھلے تمہاری پیروی کریں) کے حکم پر جو پچھلی صفیں اگلوں کی حرکات و سکنات پر نظر رکھتی ہیں۔ اگر یہ شریعت میں شراکت نہیں اور ضرور نہیں تو دیگر تمام دینی امور میں بھی جہاں آنحضرت کی چال ہمیں نظر نہ پڑے اس کیفیت پر اگلوں کی پیروی کرنے کو شراکت کیسے تصور کر سکتے ہیں بجائیکہ ہمیں ایکا نمازیوں کی راہ چلنے ہی کا حکم وارد ہوا ہے اور اس حدیث مشکوٰۃ کو بھی بعض علما نے اسی عام حکم کے اتباع کے حکم پر ہی محمول کیا ہے۔

قال:۔ پس اگر کسی غیر معصوم کی اطاعت بہرحال و بلا شرط واجب گردانیں الخ

اقول:۔ لیکن اہل حدیث بفضلہ تعالیٰ ایسے اعتدال پسند ہیں کہ ایسے بلا شرط اتباع صحابہ کو واجب نہیں جانتے۔ امام ابن قیم رح کی اعلام میں دیکھئے چھیالیس دلائل آثار صحابہ رض کے حجت ہونے پر قائم کئے مگر یہ صاف لکھا کہ کوئی نص بلکہ کوئی اثر بھی ان کے مخالف نہ ہو تب حجت ہونگے۔ ہاں یہ فضول شرط نہیں لگاتے کہ کتاب و سنت سے موافقت بھی معلوم ہو کیونکہ جب کتاب یا سنت کا علم ہو اتو پھر آثار کی اسکے ساتھ ضرورت ہی کیا باقی رہی ؎

حاجت مشاطہ نیست روئے دل آرام را

قال:۔ پس امتیوں کے قول و فعل کو اجتماعاً بھی ایسی قوت نہیں پہنچ سکتی۔

اقول:۔ ملا جیون نور الانوار میں لکھتے ہیں:۔ قد ضل بعض المعتزلۃ والروافض فقالوا ان الاجماع لیس بحجۃ لان کل واحد منہم یحتمل ان یکون مخطئا فکذا الجمیع ولا یدرون قوۃ الحبل المولف من الشعرات یعنی ہر ایک کے محتمل الخطا ہونے سے سب کے اجماع کا حجت نہ سمجھنا بعض معتزلوں اور رافضیوں کی غلطی ہے انہیں یہ خبر نہیں کہ ایک ایک کمزور بال کی ملاکر مضبوط رسی بن جاتی ہے۔ ایسے ہی حافظ نسفی نے کشف الاسرار شرح منار میں نظام اور کاشانی کا معتزلہ میں سے یہ مذہب نقل کرکے بہت سے اس کے کافی جوابات دئیے ہیں۔ اور جمعیت میں مزیت نہ ہو تو جماعت کا ثواب اور واعتصموا بحبل اللہ کا خطاب اور خدا کی مہربانی کا جماعت پر ہاتھ ہونا وغیرہ امور شریعت نے کیسے ظاہر کئے اور یہ تو بدیہی بات ہے کہ جس چیز کا کوئی دسواں حصہ اکیلا نہیں اٹھا سکتا۔ دس مل کر اسے آسانی سے لے جاتے ہیں۔ اور یہ کیا سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ امت وسط اور خیر الامم کا خطاب عالی پانیوالے کبھی سب کے سب معاذ اللہ یکلخت گمراہ مان لئے جائیں

جس میں ایک گونہ قرآن مجید کی بھی تکذیب لازم آئے

قال:۔ حدیث لا تجتمع امتی علی الضلالۃ صحت کو نہیں پہنچی۔

اقول:۔ اس کے موضوع ہونے کا تو کوئی قائل نہیں۔ غایۃ الامر غریب ہے تو بھی ہم غریبوں کے اختراعات سے تو بھی ہے اور اس کا مضمون ایسا درست ہے جیسے "ہر عیاں راچہ بیان" صادق آتا ہے

قال۔ بعض کے نزدیک اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اس امت کو کفر و بدعت امور غیر شرع پر جمع نہیں کریگا۔

اقول:۔ (۱) کفر و بدعت کے بعد امور غیر شرع کا لفظ (احتیاطاً) بڑھانے سے عین قائلین اجماع کا مسلک بن گیا کیونکہ وہ بھی تو یہی کہتے ہیں کہ کبھی کسی نامشروع امر پر امت کا اجتماع نہ ہوگا اسلئے جو امر ان کا مجمع علیہ نظر آئے وہ ضرور رشد اور حق ہوگا وماذا بعد الحق الا الضلال (۲) ترمذی وغیرہ کی بعض روایات میں یہ حدیث ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ۔ لفظ ضلالت کی تنکیر کے ساتھ آئی ہے جو عموم کی مقتضی ہے۔ اور حافظ نسفی کشف الاسرار میں۔ یہی ضلالت کے کفر پر محمول ہونے کا سوال اٹھاکر جواب میں لکھتے ہیں کہ عموم النص ینفی جمیع وجوہ الضلالۃ ای فی الایمان والشرائع جمیعا وکما لا یجوز اجتماعہم علی الضلال فی الاول فکذا فی الثانی یعنی عموم نص ہر ایک گمراہی کی نفی کرتا ہے کفر سے خاص کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

قال:۔ (ضلالت کا کفر پر حمل) مردود نہیں ہو سکتا جب تک کہ محاورات و قرآن و حدیث سے اس کو باطل نہ کیا جائے۔

اقول۔ سورہ یوسف میں تین مرتبہ ضلال کا لفظ اور آیت وَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ اور اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا اور حدیث میں علماء سوء کا ضلال و اضلال اور حدیث ما ضل قوم بعد ھدی کانوا علیہا الا اوتوا الجدل اور قولہ عز

AsliAhleSunnet.com

ضل عن الطریق اذا حار اور قاموس میں ہے الضلالة ضد الھدی سے ایسے سب موارد ضلالت کو کفر کے ساتھ خاص کرنے سے صاف مانع ہیں۔"

قال ۔ نواب صدیق حسن خان الخ

اقول ۔ جب ہم صحابہ رضوان تک سے ایسی سرد مہری اور بے التفاتی روا رکھیں تو پھر انصاف فرمائیں ہمارے نواب کس باغ کی مولی ہیں۔ دوم نواب صاحب کا مخوائے کلام تو اگلے مجتہدین سے بعد والوں کی خلاف گزینی میں ہے نہ کہ ثم یفشو الکذب کے مصداق پر دروغ زمانوں والے خیر القرون پر بھی ہاتھ پھیر سکتے ہیں۔

قال ۔ جس امر پر صلحائے امت کا اجماع ہے وہ ضلالت نہیں الخ

اقول ۔ ضلالت وہدایت میں کوئی برزخ واسطہ نہ فرض کر لیا جائے تو ظاہر ہے کہ مجمع علیہ امر جب ضلالت نہ ہوا تو سراسر ہدیٰ ہوگا جس پر چلنے کے لئے ہم شرعاً مامور ہیں۔ بس یہی اجماع کے دلیل ہونے کی کافی سند ہے اور اس کے ساتھ ما رآه المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن (جس چیز کو سب مسلمان اچھا دیکھیں تو وہ اللہ کے نزدیک اچھی ہوتی ہے) اور اتبعوا السواد الاعظم (بڑی جماعت کے پیچھے لگا کرو) ایسی سندوں کو بھی ملا لیا جائے۔ تو تو مطلب اور بھی واضح ہوگا۔

قال ۔ متبعین سلف کی بھی بڑی دلیل یہی (آیت وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ) ہے۔ اس کا ایسا مفہوم نہیں لے سکتے جس سے صحابہؓ کے تعامل میں دقت پڑے الخ

اقول ۔ محض الزام دابِ مصلین سے نہیں ہے جس صحیح مفہوم سے پیش کردہ دقت رفع ہو وہ بھی تو پھر بیان کرنا چاہیئے تھا ورنہ اتباع کو ایمان سے مخصوص کر دینے سے تو یہ دقت نہیں جاتی اور (۱) عرض سنئے یہ آیت سورہ نساء کی ہے جو مدنی ہے اس وقت آئی جبکہ امت کے کئی مدارج وجود میں آ چکے تھے اول اول المسلمین کی بعثت ہے پھر سابقین اسلام نکلے۔ پھر اَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ آئے۔ اگر ایسے مراتب سے ذہول نہ فرمایا جائے تو صحابہؓ میں تفریق مطلوب بیّن طور پر پائی جاتی تھی اور اس آیت کے نزول تک بہت سے اصحاب پایہ امامت کو پہنچ چکے تھے اسی لئے اس صورت میں بات کے ادھر ادھر لے اڑنے والوں کو ہر امر میں اولوا الامر اور اہل استنباط کی طرف رجوع لانے کی ہدائتیں بھی فرمائی گئی ہیں۔ بس یہی مرجع اُن کیلئے سبیل المومنین تھے اور ایسے ہی مرجع کو علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین (میری سنت اور میرے رشید خلیفوں کی سنت کو خوب پکڑو) کے آخری ارشاد میں سنت خلفاء سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ (۲) صحابہؓ کی تعلیمات پر جو ہزارہا مخلوق کو اُن سے پہنچیں۔ اور ہر طبقہ کے لوگوں کے لئے وہ دینی نمونہ ہوئے نظر امعان فرمائیے تو من حیث الروایة تعلیم کی نسبت اس میں ہرگز اتنی نہ پائیے گا جتنی کہ اُن کے حال وچال سے لوگوں کی اسی طرح اخذ کی ہوئی ثابت ہوگی۔ جیسے کہ اُنہوں نے رسالت مآب سے سیکھی اور پائی۔ اور دیکھئے۔ حضرت ابن عمرؓ سے کوئی وتروں کے وجوب کی بابت پوچھتا ہے تو وہ بار بار یہی جواب دیتے ہیں۔ کہ آں حضرتؐ نے پڑھے اور مسلمانوں نے بھی پڑھے غور کیجئے مسلمانوں کا اس میں حوالہ دینے سے کیا مطلب ہے۔ علیٰ ہذا امامت صدیق کے بارہ میں حضور نبی علیہ السلام محض صحابہؓ کی صوابدید پر اعتماد کر کے یابی اللہ ویابی المومنون الا ابابکر (ابوبکر کے سوا نہ اللہ کو منظور ہے نہ مومنوں کو) فرماتے ہوئے اپنا صریح وقطعی فیصلہ فرمانا چھوڑ گئے کیوں صاحب! اگر نص کے نہ ملنے پر مومنوں کی مجموعی رائے کا شریعت میں کچھ انداز نہ ہوتا تو ایسے نازک وقت میں کارآمد اور ضروری تبلیغ سے گویا آپ کوتاہی فرما گئے۔ اور جس اجماع اہل اسلام کی شرعاً کچھ وقعت نہ تھی مدار کار محض اسپر چھوڑ گئے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ (۳) صحابہؓ میں اتفاق ہو یا اختلاف اُن کے ہر چال چلن کے لئے کوئی مضبوط مبانی ہوتے تھے جو اُن کے بالکل زیر نظر تھے۔ ہم اُن کے اصول معلومہ سے کہیں دور جا پڑنے والے اُن کے اختلاف سے یہ فائدہ اُٹھائیں کہ چلو اُن کو اختلاف کی صورت میں علاوہ اُن کی آراء کے ہماری بھی اور رائے ہو سکتی ہے یا بلکہ صحابہؓ کسی بابے میں متفق بھی کیوں نہوں ہماری عقل خدا داد کو ان سب مقلدین خطا الفانی بھی کیا پیچھے ڈال سکتا ہے تو یہ ہمارے اترا جانے اور نیچے کھڑے اوپر والوں سے برابری کا دم مارنے کی دلیل ہے اور (۴) میری فہم ناقص میں اتباع سبیل کے مسئلہ کو صحابہؓ کے اختلاف کی صورتوں سے وابستہ کرنا ایک مغالطہ سے کم نہیں ہے۔ ہمیں جب اتباع ہی کا حکم ہے تو جہاں سب کی ایک ہی پختہ سڑک ملے تو آنکھیں بھی چاہے بند کر کے اسپر ہو لینگے اور کسی مقصد کی مختلف راہیں پائی جائیں تو جیسے کوئی راہرو ایسی حالت میں تحری سے کام لیتا ہے۔ اور جس رستے کی راستی پر اس کا ذہن جمے اُسپر چل جاتا ہے۔ ایسے ہی ہم کریں گے۔ تاکہ جس طرح ہو اتباع ہو جس کا کہ حکم ہے۔ احداث واختراع نہ ہو جس سے احادیث میں سخت ڈرایا گیا ہے۔

قال ۔ ظاہر ہے کہ حجت شرعیہ کوئی اور چیز ہے۔ اور وہ وحی ہے۔

اقول ۔ یہ بے شک مگر جن کی راہ پر اور جن کے قدم بقدم چلنے کا ہمیں وحی حکم دے تو جس طرح ملائکہ کے آدم کو سجدہ کرنے اور تمام اہل اسلام کے توجہ قبلہ میں شرک نہیں ہوا۔ اسی طرح اس اتباع میں بھی کوئی شراکت نہیں آئیگی۔ بلکہ تعمیل ارشاد اور ایک فرض سے سبکدوش ہو گئی۔

قال ۔ آیت کا شان نزول ہی بتلا رہا ہے کہ یہی وصف ایمان اور اتباع سنت میں دیگر مومنوں کی موافقت مراد ہے۔

اقول ۔ یہ بالکل صحیح مگر (۱) جس امر کا ایمان یا سنت ہونا ہی معلوم نہو تو اُس کا ایسا ہونا بھی تو اُس کے معمولی اہل اسلام ہونے ہی سے دریافت ہوگا۔ آیت میں اتباع کا حکم علی الاطلاق آیا ہے

ﷺ یہ کیا لفظ ہے ؟ (اہلحدیث)

۵ اردو میں مستعمل الفاظ لکھا کریں۔

AsliAhleSunnet.com

اس لئے جب کسی ذریعے کوئی لوگ ہمیں مومن ثابت ہوئے۔ اور کوئی ان کی متفق علیہ راہ نظر آئی تو ہمپر اس کا اتباع لازم آیا۔ ہاں راہ کے سیدھی راہ ہونے میں اختلاف ہو تو پھر تحری رشد سے کام لینگے (۲) ایمان کے درخت کو بھی آپ جانتے ہیں کتنا بڑا اور کہاں جا شاخیں چھوڑنے والا ہے۔ اور سنت کا دائرہ بھی پہچانتے ہیں کس قدر وسعت رکھتا ہے تو جو کچھ ایمانی شاخ ہو یا جو امر دائرہ سنت میں داخل ہو سب پر اس آیت کا حکم شامل ماننا ہوگا۔ اسی سے چند سال ہوئے جب اخبار اہلحدیث میں قومہ بعد رکوع کے وقت ہاتھوں کے چھوڑنے نہ چھوڑنے پر بحث چلی تھی۔ احقر نے نہ چھوڑنے پر استدلال کیا تھا جسپر ثانی اثنین[1] نے تب بھی یہی وار دکیا تھا کہ آیۃ صرف اتباع فی الایمان میں ناطق ہے۔ اس کا احقر نے ”ایمانیات“ کے عنوان سے ایک اور مضمون میں جواب عرض کیا تھا کہ نماز جب ایمان ہے تو اس کے اجزا بھی سب داخل ایمان ہوئے۔ اس لئے ان میں بھی ہمپر اتباع سبیل المومنین لازم ہے۔

قال :- (بحوالہ تفسیر فتح البیان) لاحجۃ فی الاجماع۔

اقول :- فتح البیان کی یہ عبارت صاف ان اجماعات کی تردید ہے جن کا وجود ہو نہ ہو ہمارے مقلدین بھائی انہیں مقابلہ میں سند پیش کر دیا کرتے ہیں یہ اجماع صحابہ رض کی نسبت نہیں چنانچہ اس کا لفظ انما دام السلوک فی سبیل المومنین اور ولم یتبع غیر سبیلھم اسپر دال ہے اور یہ جھگڑا ہی اور ہے اور اب آگے چل کر آپ نے سب اپنا روئے سخن دوسروں کی طرف پھیر لیا ہے لیجئے ہمیں رخصت۔ پھر کبھی محبت سے بلائیے گا تو حاضر ہونگے والسلام۔ ہاں جاتے ہوئے اُن بھائیوں سے بھی اتنا عرض کئے جاؤں کہ آپ کو اس بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کمال شکرگزار ہونا

[1] اثنین سے مراد فاضل سیالکوٹی اور مولینا ابو الوفاء ہیں (ابوداؤد عفا اللہ عنہ)

چاہئے کہ اس آیت (وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ) سے اجماع پر استدلال انہی کی پہلی برکت ہے۔ کہتے ہیں کسی نے قرآن شریف سے اس کا ثبوت مانگا تو امام ممدوح نے تین سو دفعہ قرآن کی تلاوت فرمائی۔ آخر اس آیت میں کامیابی پائی۔ اور پھر اور لوگ بھی تمام اُن کے پیچھے لگ گئے۔ (کذا فی تفسیر النیشاپوری جز ۵ صفحہ ۱۲۵) والاکلیل للسیوطی صفحہ ۱۳۶۔

اور اس عاجز کو بھی زمانہ طالب علمی میں ایک طالب العلم کے سامنے خود ہی اس مدعا پر اس آیت کا القا ہونا یاد ہے۔ اور قومہ میں ارسال ایدی پر اس سے استدلال کرنے میں بھی کوئی شائد میرا شریک ہوگا۔ وذالک من فضل اللہ علی و لہ الحمد والسلام علی النبی وصحبہ البررۃ الکرام

(عاجز ابوداؤد عبداللہ اول مدرس صادقیہ جامع مسجد بہاولپور ۱۹ جمادی الآخر ۱۳۳۳ھ)

مُسافر آگرہ کی پیٹھ پر تھاپی

(ایک پونڈ انعام)

میرے مکرم و معظم جناب مولانا صاحب دام فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

باادب التماس ہے کہ اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۶ اپریل ۱۹۱۵ء صفحہ ۶ کالم ۲ میں ایک مضمون بعنوان ”مسافر آگرہ خبردار“ دیکھکر خیال ہوا کہ مہاشہ جی کی تحریر کردہ مرزا غلام احمد کی نبوت کی بحث تو آپ لوگوں کا اندرونی جھگڑا ہے۔ اس سے فارغ ہو کر ہم سے بھی بحث کرنی ہوگی۔ ہمارا سوال نبوت احمدیہ پر نہیں بلکہ رسالت محمدیہ پر ہوگا[2] حالت بیداری کی ہے یا حالت خواب کی! بارہا مشاہدہ ہو چکا ہے کہ مہاشہ جی ایسی ایسی ہوائی اور لغافی تحریرات سے اپنے ناظرین کا دل خوش کیا کرتے ہیں۔ کیونکہ نتیجہ کچھ بھی نہیں ہوا کرتا۔ جس حالت میں کہ ضعیف العمر مسافر آگرہ اپنے گھر (وید) کی حقیقت سے ناآشنا ہے۔ پھر کس طرح وہ رسالت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر سوال کرنیکا جوش اپنی کمزور رگوں میں پیدا کر سکتا ہے۔ کسی نے کیا ہی سچ کہا ہے ؎

چو ندانی کہ در سرائے تو کیست
تو چہ دانی کہ بر اوج فلک چیست

ہاں اگر مسافر آگرہ (مہاشہ جی) اپنی تحریر بالا میں سچا اور راست گو ہے۔ اور وید کی حقیقت سے ماہر ہے اور وید کے الہامی کتاب ہونے کا معتقد ہے۔ تو مرد میدان بن کر حسب وعدہ (کہ ہمیں جہاں چاہو بلالو) دفتر اہل حدیث امرتسر میں قدم رنجہ فرمائے۔ اور مولانا صاحب (ایڈیٹر اہلحدیث) سے بحث کر کے فیصلہ کرے۔ اگر مسافر آگرہ کامیاب ہو جائے تو ایک پونڈ انعام میری طرف سے وصول کرے جو اسی غرض کیلئے مولانا صاحب کی خدمت میں ارسال کیا جاتا ہے۔ ہاں مہاشہ جی کو خوب یاد رہے کہ اگر وہ بحث کے لئے امرتسر دفتر اہل حدیث میں تشریف نہ لائے۔ اور اگر آئے پھر کامیاب نہ ہوئے تو یہ رقم انعامی اُن کی ان ہر دو سفید کمزوری اور بزدلی کی مسرت میں کانفرنس اہلحدیث دہلی کی نذر کی جاویگی۔ جو مہاشہ جی کے لئے تا زیست یادگار رہے گی۔

کیا کمزور مسافر آگرہ اس انعامی تھاپی سے اُبھریگا۔ ہرگز نہیں ؎

نہیں وہ قول کا سچا ہمیشہ قول دے دیکر
جو اس[3] نے ہاتھ میرے[4] ہاتھ پر مارا تو کیا مارا

امرتسر دفتر اہل حدیث میں حاضری کے لئے میعاد ایک ماہ ہے۔ بعد گزرنے مدت مقررہ کے مہاشہ جی پر یکطرفہ ڈگری ہو کر انعامی رقم دفتر کانفرنس اہل حدیث میں بھیجی جائیگی ✦

(خریدار اخبار اہلحدیث ۲۹۵)

[3] مسافر آگرہ۔
[4] ایڈیٹر اہلحدیث۔

علم الفقہ - فقہ کی مروجہ کتابوں اور علم پر عالمانہ بحث قیمت ۲ر (مینجر)

AsliAhleSunnet.com

متفرقات

تقریظات (ریویوز)

گنجینہ ہدائیت

پنجاب کے ضلع لاہور میں ایک خاندان ہے جس کا نام ہے ”موکل فیملی“ یہ خاندان سکھوں کا تھا جو برضا و رغبت مسلمان ہوئے تھے۔ اس خاندان کے پُرجوش اور ہمدرد اسلام سردار احمد صاحب نے یہ کتاب لکھی ہے جس میں تمام اسلامی مسائل کی تبلیغ باقاعدہ کی ہے۔ سردار صاحب نے یہ بڑا کام کیا ہے۔ مگر ہم اس خاندان سے کچھ مزید توقع بھی رکھتے ہیں جو ہم خود ہی بتلا کر امید رکھتے ہیں کہ موکل فیملی اُسپر توجہ کریگی۔

سکھوں میں اشاعت اسلام کی بڑی ضرورت ہے۔ موکل فیملی اپنے انتظام میں ایک انجمن بنائے جس کا نام ہو ”خالصہ اشاعت اسلام“۔ اس میں کام کرنے والے علاوہ ممبران موکل فیملی کے دو قابل آدمی ہم بھی پیش کرتے ہیں۔ یعنی سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار ”نور“ قادیان۔ اور مولوی محمد ابوالقاسم صاحب مع برادران بنارس دارانگر۔ یہ دونوں نوجوان سکھ نسل سے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت ہونگے۔

”موکل فیملی“ اس تجویز کو منظور کرے تو اُن تمام نومسلموں کو نوٹس دے جو سکھوں سے مسلمان ہوئے ہیں۔ اس کا پہلا اجلاس امرتسر میں ہو کر ابتدائی قواعد ضوابط طے ہو جائیں تو

اہلحدیث اپنا دفتر مع دیگر انتظامات آسائش اور نان جویں کے پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہے۔ کتاب مذکور ۳۵۶ صفحات کی ہے اصل قیمت ۲ر (دو روپے) پتہ:۔ دفتر رسالہ مرکسان لاہور

تعلیم قرآن

اس رسالہ میں قرآن خوانی کا طریق، آثار اور نتیجہ بڑی تفصیل سے درج ہیں۔ رسالہ بڑی متانت اور قابلیت سے لکھا گیا ہے۔ خصوصاً انگریزی تعلیمیافتہ اصحاب کے لئے بہت مفید ہے۔ مصنف رسالہ مولوی انیس احمد صاحب بی اے ہیں۔ قیمت کچھ نہیں۔ ۱ر صرف محصول ڈاک۔ پتہ مصنف موصوف محمدن کالج علیگڈھ۔

اثبات الخبر

منکرین حدیث کے جواب میں یہ رسالہ مولوی عبدالستار حسن صاحب خلف مولانا عبدالجبار صاحب عمرپوری مقیم دہلی کشن گنج نے لکھا ہے۔ منکرین حدیث (اہل قرآن) کے مباحث کا شوق رکھنے والے اسے مفید پاوینگے۔ قیمت ۳ر پتہ مذکور۔

الخلافۃ فی الامۃ

قادیانی پارٹی کے دہلوی ممبر منشی قاسم علی نے ایک رسالہ لکھا تھا ”النبوۃ فی الامۃ“ جس میں ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ امت میں نبوت کا سلسلہ جاری ہے۔ جس سے مطلب اصل کا مرزا قادیانی کی نبوت کا ثبوت دینا تھا۔ رسالہ مذکورہ کے اخیر میں ایک اشتہار تھا کہ جو کوئی جواب دیگا اُس کو ہزار روپیہ انعام ملیگا ہم نے لکھا تھا کہ ہزار روپیہ پہلے جمع کراؤ پھر جواب کی صحت کیلئے منصف مانو تو ہم جواب دینگے قادیانی گروہ اس سے خاموش رہا۔ اس لئے ہم نے اس کا جواب نہ دیا۔ خدا بھلا کرے مولوی سید عبدالعلیم صاحب عظیم آبادی کا کہ انہوں نے قادیانیوں کا یہ قرض اُتار دیا یعنی رسالہ النبوت کا جواب الخلافت میں دیکر ہم سب کو جواب سے سبکدوش کر دیا۔ قادیانی مباحثہ کے شائقین ملاحظہ کریں قیمت ۸ر۔ قادیانیوں سے ۱۲ر ملنے کا پتہ:۔ مدرسہ صلاح المسلمین بانکی پور سلطان گنج ڈاکخانہ مہندرو۔

اُردو زباندانی (نمبر اول)

اس رسالہ میں بچوں کیلئے اُردو زبان کے قواعد نئے طریق پر آسانی سے بتلائے ہیں۔ پتہ: مولوی اکبر شاہ خان صاحب ایڈیٹر پیغام صلح لاہور (قیمت مرقوم نہیں۔ غالباً ۲ر ہوگی)

کتاب الرد

امام ابو حنیفہ صاحب کے چند مسائل کا جواب امام [illegible] ابی شیبہ محدث [illegible] نے لکھا تھا مگر نہ آج کل [illegible] طرح بلکہ سلف صالحین [illegible] کی طرح۔ یہ کتاب نایاب تھی۔ مولوی محمد ابوالقاسم صاحب بنارسی نے مع ترجمہ اردو اس کو شائع کیا ہے قیمت ۱۲ر پتہ:۔ مولوی صاحب موصوف محلہ دارانگر بنارس۔

قطعہ تاریخ وفات مولانا عین الحق مرحوم

شاہ عین الحق تھے عالم باعمل — متقی حید عصر بیشک انکی ذات
خوش بیان خوشخو وخوش خلاق تھے — کیا کہوں جو تھی انمیں خوبی کی بات
ہو گئے بیمار وہ ایسے کہ حیف — جہان سے بچھ ہوئی اس سے نجات
سنکے بس اس واقع غمناک کو — سچ تو یہ تلخ ہے اپنی حیات
ہاتف غیبی سے آئی یہ ندا — شاہ عین الحق بپاکیزہ صفات
۱۳۳۲

(عبدالحفیظ خریدار اہلحدیث گلزار باغ پٹنہ)

یاد رفتگان

پنجاب کے علماء میں ایک صاحب مولوی حافظ شاہ محمد ضلع گجرات کے اچھے ذی علم بزرگ تھے گذشتہ ہفتہ طاعون سے انتقال کر گئے۔ انا للہ۔ دو بیٹے ہیں مگر عالم ہونے کی توقع نہیں خدا اُن کو مرحوم باپ کے قائم مقام کرے

میرا بھائی جوان صالح عالم شباب میں فوت ہوا ہے۔ (محبوب عالم قاضی گرد اور گوجرہ ضلع لائلپور)

ناظرین سے درخواست ہے کہ مرحوموں کا جنازہ پڑھیں اور دعا رمغفرت کریں اللہم اغفرلہم وارحمہم

کتاب عقل وشعور

مطبع نولکشور لکھنؤ کانپور اور لاہور سے مبلغ دو روپے پر مل سکتی ہے۔ (صوفی از برما)

تلاش دوست

میرے ایک دوست مولوی عبدالستار بنگالی موضع سیدپور ضلع بوگرہ کے رہنے والے تھے۔ اُن کا پورا پتہ مطلوب ہے۔ کسی صاحب کو معلوم ہو یا خود انہی کو میری یہ تحریر پہنچے تو اطلاع دیں۔

ہمارے گاؤں میں ایک چھوٹا سا مدرسہ تعلیم قرآن کا ہے چار پانچ طالب علموں کی گنجائش ہے شائقین آسکتے ہیں۔ (عبیداللہ ولد حاجی عبدالرحیم مرحوم کوم کلاں ضلع لودہانہ)

اطلاع

مولوی عبدالمجید صاحب مالیگانوی نے مولوی خیرالدین صاحب سرسی کے جواب میں ایک تحریر بھیجی ہے جو اپنے مفہوم میں مفید عام نہیں اسلئے مناسب ہے کہ دونوں صاحب بذریعہ مراسلات اس قسم کے سوال و جواب کر کے تحقیق مسائل کرلیں۔ مولوی خیرالدین صاحب

AsliAhleSunnet.com

انتخاب الاخبار

مباحثہ آریہ جبلپور میں آریہ سماج سے مباحثہ ہونے والا ہے جس کی اول تاریخ ۱۳ مئی ہے۔ پنجاب سے مولانا ابوالوفاء ثناءاللہ صاحب۔ مولانا ابراہیم صاحب غازی محمود صاحب وغیرہ شریک ہونگے۔ ان کے علاوہ اور علماء بھی تشریف لاوینگے ناظرین فتح اسلام کی دعا کریں۔ (سید عبدالہادی سکرٹری انجمن ضیاء الاسلام جبلپور)

جنگ کے متعلق مجمل اور صحیح خبر تو صرف یہ ہے کہ ہر طرف ہو رہی ہے لیکن ۱۰ رمئی سے ۱۶ رمئی تک جو خبریں ہندوستان میں موصول ہوئی ہیں اُن کا خلاصہ حسب ذیل ہے:-

اس ہفتہ بھی جرمن آبدوز کشتیوں کی دستبرد سے کئی ایک تجارتی اور ماہی گیر جہازوں کا نقصان ہوا لیکن سب سے دہشت ناک واقعہ جہاز لوسی ٹینیا کی غرقابی ہے۔

جہاز لوسی ٹینیا تجارتی جہازوں میں سب سے بڑا تھا اور اس میں دو ہزار ایک سو ۸۰ آدمی سوار تھے جن میں سے ۷ سو ۴ بچائے جاسکے باقی سب غرق ہوگئے۔

غرق ہونے والے اشخاص میں کئی امریکہ کے معززین اور کروڑپتی بھی تھے۔

جہاز لوسی ٹینیا کی غرقابی پر امریکہ اور اٹلی وغیرہ ممالک میں سخت رنج و غصہ کا اظہار کیا گیا۔

جرمن میں اس جہاز کی غرقابی پر خوشیاں منائی گئیں۔ سکولوں میں قیصر کے حکم سے نصف دن کی تعطیل ہوگئی۔ اور جرمن امیر البحر کو مبارکباد کے تار دیئے گئے۔

قیصر جرمنی نے اہل امریکہ کو امریکن اشخاص کی غرقابی پر ہمدردی کا تار دیا ہے (چالاکی)

جرمن سفیر مقیم واشنگٹن دارالخلافہ متحدہ امریکہ نے بھی اس پر اظہار افسوس کیا ہے (مکر)

گورنمنٹ جرمنی اس جہاز کے مسافروں کی غرقابی کی تمام ذمہ داری سلطنت برطانیہ پر عائد کرتی ہے (کیا خوب)

گورنمنٹ جرمنی کا بیان ہے کہ جرمنی کے سفیر مقیم امریکہ نے اعلان کر دیا تھا کہ یہ جہاز غرق کر دیا جائیگا۔ لیکن گورنمنٹ برطانیہ کی حفاظت کے بھروسہ پر لوگ اس میں سوار ہوئے (امید ہی سے کام ہوتا ہے)

نیویارک (امریکہ) کا تار مظہر ہے کہ جہاز ٹرانسلوینیا کو بھی لوسی ٹینیا کی طرح راستہ کے خطرات سے متنبہ کر دیا گیا ہے۔

ترکوں نے اعلان کیا ہے کہ اُن کے ایک جنگی جہاز نے انگریزی آبدوز کشتی "اے ۲" کو غرق کر کے اس کے تین افسر اور ۲۹ ملاح گرفتار کر لئے ہیں۔

ایک انگریزی تباہ کن جہاز ساحل بلجیم کے قریب ایک سرنگ سے ٹکرا کر غرق ہوگیا۔

ایتھنز (یونان) کے ایک تار سے معلوم ہوا ہے کہ روسیوں نے ۶ ترکی باربرداری کے جہاز بحیرہ اسود میں غرق کر دیئے ہیں۔

روسی کہتے ہیں کہ باسفورس پر روسی جہازوں نے حملہ کیا۔ پھر ترکی جہاز گوبین بھی مقابلہ پر آیا مگر چند گولے پھینک کر بھاگ گیا۔

انگریزی جنگی جہاز گولیتھ کو دردانیال میں ترکوں نے تارپیڈو پھینک کر غرق کر دیا۔ اس کو عملہ کے پانچسو آدمی بھی غرق ہوگئے۔

انگریزی آبدوز کشتی نے بحیرہ مارمورا میں داخل ہوکر دو ترکی اگنبوٹوں اور ایک باربرداری کے جہاز کو غرق کر دیا

اس ہفتہ بھی جرمن۔ انگریزی اور فرانسیسی ہوائی جہازوں نے ایک دوسرے پر بم گرائے اور نقصان پہنچایا۔

ایک جرمن ہوائی جہاز نے جنوبی انگلستان میں ایک سو بم گرائے (کیسا بے رحمانہ سلوک ہے)

دردانیال میں جزیرہ نمائے گیلی پولی پر جو انگریزی اور ترکی فوجوں میں نہایت خونریز جنگ ہو رہی ہے اُس کے متعلق تقریر کرتے ہوئے مسٹر ایسکوئتھ (وزیر اعظم انگلستان) نے انگریزی فوج کے نہایت شدید نقصان پر اظہار افسوس کیا۔

جزیرہ نمائے گیلی پولی کی لڑائی میں مسٹر ایسکوئتھ (وزیر اعظم انگلستان) کا ایک لڑکا سخت مجروح ہوا

فرانسیسی سپاہ جو دردانیال کے ایشیائی ترکی ساحل پر اتاری گئی تھی وہ ۲۶ راپریل کو دوبارہ جہازوں پر سوار ہو کر سمندر میں واپس آگئی۔

روسیوں کا بیان ہے کہ جرمن بحری دستہ نے شہر لیباؤ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا ہے لیکن ایک جرمن تباہ کن جہاز سرنگوں سے ٹکرا کر غرق ہوگیا۔

قیصر جرمنی خود گلیشیا (صوبہ آسٹریا) میں پہنچ گیا ہے اور اُس نے ایک معرکہ کی کیفیت بچشم خود دیکھی ہے۔

صوبہ گلیشیا (آسٹریا) میں روسی فوجوں کو پہلی لائن جنگ چھوڑ کر دوسری لائن پر ہٹ آنا پڑا۔

لیکن اب روسی فوجیں سنبھل گئی ہیں اور انہوں نے جرمن آسٹروی فوجوں کی جارحانہ کارروائی کو روک دیا ہے۔

مغربی میدان جنگ (فرانس) میں فرانسیسیوں نے جرمنوں پر ایک شاندار فتح حاصل کی ہے۔ اور ایک نہایت مستحکم جرمن مقام پر قبضہ کر لیا۔ سیکڑوں جرمن قتل کئے گئے۔ اور ۳۰ افسر اور ۱۰۲۰ سپاہی گرفتار کر لئے۔

جہاز لوسی ٹینیا کی غرقابی پر انگلستان جنوبی افریقہ اور امریکہ میں سخت بلوے ہوگئے۔ جن میں بہت سے آدمی مجروح ہوئے جرمنوں کی سیکڑوں دکانیں لوٹ لی گئیں۔

گورنمنٹ جرمنی نے اپنی آبدوز کشتیوں کے کمانڈروں کو ہدایت کی ہے کہ غیر جانبدار جہازوں پر علاقہ جنگ میں بھی حملہ نہ کیا جائے۔

اٹلی کی اطلاعوں سے پایا جاتا ہے کہ وہ بھی عنقریب میدان جنگ میں آنیوالی ہے۔

AsliAhleSunnet.com

نصرت الواعظین باوصاف سید المرسلین

یہ کتاب اپنے طرز بیان میں مثالی ہے۔ مسلمان آنکھوں کو نور قلب کو سرور۔ اور ان کے ایمان کو قوت و تازگی بخشنے والی ہے۔ اس میں دس بیان ہیں۔ اور ہر بیان اول ان آیات سے شروع کیا گیا ہے۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت شان پر دلالت کرتی ہیں۔ پھر ان کا ترجمہ اور شان نزول اور ان کے متعلق حکم و نکات بیان کئے گئے ہیں۔ اور اثنائے بیان میں موافق آیات شریفہ حضور کے اوصاف و فضائل جمیلہ باحادیث و روایات صحیحہ اور جابجا اشعار، اور مثنوی مولانا روم دلچسپی کیلئے لائی گئی ہے۔ غرضیکہ یہ کتاب عموماً تمام اہل اسلام اور خصوصاً واعظین اور طلبا مدارس اسلامیہ کیلئے بہت مفید کارآمد ہے۔ اگر مسلمان اسے بقدر جان خریدے۔ تو بجا اور زیبا۔ فی جلد مع محصول ۱۴؍ بلکہ اس کے ہمراہ خریدار کو رعایت کتاب فضائل محمدیہ نصف قیمت ۲؍ میں دی جاویگی۔ اخبار کا حوالہ دیں

ملنے کا پتہ مولوی حشمت علی بالنس بریلی محلہ گڈھیا

شفاخانہ یونانی گوجرانوالہ کے مجربات

حب دافع خفقان و کثرت جنابت ۱؍

حب کے استعمال سے لاعلاج کثرت جنابت دور ہو جاتی ہے ضعف دماغ اور دیگر کمزوریوں کیلئے نہایت مفید گولیاں ہیں جسم دیگر ضعف دماغ اس کے استعمال سے وہ امراض جو جوانی کی بے اعتدالیوں سے ہو گئیں دور ہو جاتی ہیں عہ

حب بواسیر ہر قسم

بادی ہو یا خونی ہر قسم کی بواسیر کیلئے اکسیر ہے عہ

سرمہ منور چشم

اس سرمہ کے استعمال سے دھند، جالا، غبار، پانی بہنا وغیرہ درد چشم کے علاوہ عینک لگانے کی عادت دور ہو جاتی ہے فی تولہ [illegible]

دوائی خارش ہر قسم

اس دوائی کے استعمال سے ہر قسم کی خارش دور ہو جاتی ہے اس میں خاص صفت یہ ہے کہ خارش کیسی ہو صرف ۳ دن کے لگانے سے دور ہو جاتی ہے فی ڈبیہ ۸؍

منیجر شفاخانہ [illegible] گوجرانوالہ

[illegible]

کیا مفت کتابیں بھی آپ نہیں لیتے؟

میرے پاس اس وقت المہدی کا پانچواں حصہ اقتراب الوری قریب [illegible] کے اور باقی رکھا ہے۔ اس کیلئے اور کے ٹکٹ محصول کے بھیجکر جلد طلب کیجئے۔ ورنہ پھر یہ موقع نہیں ملیگا۔ اس کے ہمراہ علاوہ اس کے کہ رسالہ فتح المنان وتنبیہ الاذکیاء علی الصدور مفت دیا جاویگا ان دو کتابوں میں سے جو آپ پسند کریں ایک مفت دی جاویگی۔ (۱) شہید اللغات۔ عربی کی نہایت عمدہ لغات ہے۔ (۲) سفر حبیب اللہ۔ ان دونوں میں جو مطلوب ہو خریداری [illegible] میں تحریر کر دیں۔ ملنے کا پتہ

مولوی محمد ابوالقاسم [illegible] بنارس

اسرار قرآنیہ ۵/۴۹
و برکات روحانیہ ۸/

یہ کتاب پنجابی نظم میں شرک و بدعت کی تردید میں گویا تقویۃ الایمان ہے۔ رسومات شادی و غمی کی کافی اصلاح کی گئی ہے۔ بعض بیماریوں کے نسخے اور دکھ دشمنوں سے حفاظت کی دعائیں بھی درج ہیں۔ پنجابیوں خصوصاً واعظوں کیلئے بہت کارآمد مفید کتاب ہے ۱۰؍

مع محصول ۱۲؍ ملنے کا پتہ

میر محمد واعظ (دفتر اہلحدیث امرتسر)

رعایتی اشتہار کتب جو شخص مجھ سے کتب منصوۂ ذیل جمادی الاول سے رجب ۱۳۳۲ھ تک طلب کریں ان کو اپنی رعایت کیساتھ بھیجی جاوینگی۔ محصول وی پی میرے ذمہ ہے سوانح احمدیہ یعنی حالات سید احمد صاحب بریلوی اصلی ۸؍ رعایتی عہ حصن حصین مترجمہ مصنفہ مولوی سید احمد صاحب [illegible] خلف مولوی عبد الجبار صاحب قیمت ۵؍ رعایتی ۳؍ [illegible] فی جمعۃ القرآن [illegible] رعایتی [illegible] ترجمان القرآن صرف سورہ بقر [illegible] رعایتی [illegible] تحفۃ الہند انگریزی مصنفہ شیخ عبید اللہ صاحب [illegible] رعایتی عمر

ملنے کا پتہ

عبد الغفار تاجر کتب محلہ قدیرآباد شہر ملتان

نزد اڈہ لوہاری

تحفہ آریہ سماج معروف بہ آریہ سماج کی پول

یہ کتاب بابو عبد العزیز رسالہ [illegible] آریہ کی تصنیف ہے۔ کتاب بڑی متانت اور تہذیب سے لکھی گئی ہے۔ اصل ایڈیشن تو [illegible] ایک دوست کے پاس سے چند نسخے ملے ہیں جن لوگوں نے اس کتاب کو دیکھا ہے وہ اس کی خوبی جانتے ہیں جنہوں نے نہیں دیکھا وہ سمجھیں کہ آریہ سماج کے متعلق بہت سے معلومات کا ذخیرہ ہے۔ کتاب کی دو جلدیں ہیں ہر ایک کی قیمت عہ ہے کتب نہایت بعض مضامین پر نہایت گرچہ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹوں کی صورت میں الگ الگ بھی ہیں جن کے نام مع قیمت یہ ہیں۔ (۱) ترک تقلید [illegible] ۶؍ (۲) [illegible] ۳؍ (۳) [illegible] آریوں کی غلط [illegible] (۴) شادی کا بیان [illegible] (۵) [illegible] (۶) [illegible] آریوں کی [illegible] وغیرہ کا بیان [illegible] پیدائش سے [illegible] (۷) آریہ سماج کے مباحث دیکھنے والوں کیلئے معلومات کا ذخیرہ ہے لکھائی چھپائی بھی بہت اچھی ہے

منیجر اہلحدیث امرتسر

سچا عشق

اور محبت حقیقی یہ ہے کہ پیارے معشوق یا محبوب کی تمام چیزوں سے بھی کمال محبت ہو مسلمانوں کو اپنے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفے صلعم سے سچا عشق ہے اسلئے ضروری ہے کہ حضرت روحی فداہ کے وطن اور دوسری پاک باتوں اور چیزوں سے بھی محبت ہوگی۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپ مسلمان ہو کر اخبار مدینہ کو خرید نہیں فرماتے جو آپ کے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفے صلعم کے پیارے وطن مدینہ کی یاد کو تازہ کرنے والا اور آپکی مدینہ سے سچی محبت کا نمایاں ثبوت ہے اخبار مدینہ ایک قیمتی پرچہ ہے جسکے سرورق پر مدینہ منورہ کا پاک نقشہ ثبت ہے امید ہے کہ اس اعلان کی وجہ [illegible] اگر آپ مسلمان ہیں تو یہ ہوگا کہ آپ ذیل کے پتہ پر اخبار مدینہ کا نمونہ مفت طلب فرمائیں [illegible] کو خرید فرما کر مدینہ سے سچی محبت کا ثبوت دیں۔

پتہ۔ محمد مجید حسن مالک و منیجر اخبار مدینہ بجنور [illegible]

(۵۹)

AsliAhleSunnet.com

مومیائی

یہ مومیائی خون پیدا کرتی اور قوت کو بڑھاتی ہے۔ ابتدائی سل
دق۔ دمہ۔ کھانسی۔ دردِ قبض اور کمزوری سینہ کو رفع کرتی ہے
جریان یا کسی اور وجہ سے جنگی کمر میں درد ہو اُن کیلئے اکسیر ہے دو چار دن
میں درد موقوف ہو جاتا ہے بدن کو فربہ اور پٹھوں کو مضبوط کرتی ہے
دماغ کو طاقت بخشنا اسکا معمولی کرشمہ ہے چوٹ کے درد کو موقوف
کرتی ہے مرد و عورت بوڑھے بچے جوان کیلئے یکساں مفید ہے
ہر موسم میں استعمال کیجاتی ہے ایک چھٹانک سے کم روانہ نہیں ہوتی

قیمت

فی چھٹانک ۶ روپیہ آدھ پاؤ ۱۲ روپیہ پاؤ بھر ۲۴ روپے مع محصولڈاک وغیرہ غیر ممالک سے محصول علاوہ

تازہ شہادات

جناب محمد احمد بہائی اداجی ماٹملہ (برما) سے رقمطراز ہیں۔ کہ جلدی ہم ڈبیہ مومیائی روانہ فرمائے۔ قبل بہت دفعہ استعمال ہو چکی ہے۔ بفضل خدا بہت فائدہ مند ثابت ہوئی ہے (۲۰ اپریل سنہ ۱۵ء)

سید نثار حسین صاحب مالگذار ضلع درگ سے لکھتے ہیں:۔ کہ براہ مہربانی ذیل کے پتہ سے مومیائی ایک چھٹانک بذریعہ ویلیو پارسل ارسال فرمائے۔ مجھے اس سے بہت فائدہ ضرور ہو اہے (۱۷ اپریل سنہ ۱۵ء)

جناب محمد عاشق صاحب اوورسیئر ٹیگبیلداریہ ضلع لاہور سے تحریر فرماتے ہیں:۔

جناب سے میں چند دفعہ قبل ازیں مومیائی طلب کر چکا ہوں۔ بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ لہذا تکلیف دیتا ہوں۔ کہ ایک پاؤ پختہ مومیائی جلد فوراً بذریعہ ویلیو پے ایبل ارسال فرما دیں ذیل کے دوست کے نام
شیخ محمد الدین صاحب بونال کوٹ ...... (۲۵ اپریل سنہ ۱۵ء)

ملنے کا پتہ

پروپرائٹر دی میڈیکل الحسینی کٹرہ قلعہ امرتسر

نہایت مفید کتابیں

تقلید اور عمل بالحدیث } اس کتاب میں سات تذکرے ہیں۔ (۱) مذاہب اربعہ کے جاری ہونے سے پہلے زمانہ کا حال۔ (۲) مذاہب اربعہ کی بنیاد پڑنے کا زمانہ اور اس کا سبب (۳) ان چاروں مذاہب کی پابندی کامل طرح سے کب ہوئی (۴) ان چاروں مذہبوں میں اختلافات ہونے کا سبب (۵) اجتہاد اور عمل بالحدیث میں کیا فرق ہے۔ (۶) تقلید اور عمل بالحدیث پر مقلد اور محقق کا مباحثہ (۷) نہ قول فیصل بہ نسبت تقلید اور عمل بالحدیث کے۔ مصنفہ نواب محسن الملک بہادر مرحوم ۸

رسائل شبلی } شمس العلماء مولانا شبلی مرحوم کے علمی۔ تاریخی رسائل کا مجموعہ جس میں ذیل کے دس رسالے شامل ہیں۔
(۱) اسلامی شفاخانے (۲) اسلامی کتبخانے۔ (۳) حقوق الذمیین۔ (۴) الجزیہ (۵) الخطبہ۔ (۶) النظر (۷) کتبخانہ اسکندریہ (۸) تراجم علمی (۹) اسلامی مدارس اور قدیم تعلیم۔ (۱۰) میکنٹکس اور مسلمان۔ قیمت صرف ۱۲

الاسلام } تمام مسلمانوں اور خاص کر عورتوں بچوں کو اسلام کے عقائد اور مذہبی سکھلانے کے مسائل اعتقادی۔ تفصیل بیان کئے گئے ہیں قیمت صرف ۸

گوشت خوری } بحث گوشت خوری کے مضمون پر جو آرین ڈیبیٹنگ کلب امرتسر کے پریزیڈنٹ اور اسلامک ڈیبیٹنگ کلب امرتسر کے صدر کے درمیان جو عالمانہ تحریری مباحثہ ہوا۔ اس میں من و عن درج ہے ۳

خیر کثیر در اثبات وجود رب قدیر } ہستی کے تعلیمیافتہ اور دہریوں کے ان تمام مایہ ناز اعتراضات کا عالمانہ و فلسفیانہ جواب جو وہ خدائے برحق کی ہستی کے متعلق رکھتے ہیں درج ہے۔ خدا تعالیٰ کی ہستی کا عینی مشاہدہ۔ نہایت مفید رسالہ ہے ۳

کریم اللغات جدید } سرکاری تقطیع پر عمدہ ترتیب۔ کاغذ سفید اور اعلیٰ لکھائی چھپائی کے ساتھ بہت سی ترمیم و اضافہ سے طبع ہوئی ہے۔ اردو خوانوں کیلئے نہایت مفید ہے ۶

اسلام اور علمائے فرنگ } اسلام کی عظمت و صداقت پر اور مغربی عاقلوں فاضلوں۔ پروفیسروں اور ... کی آراء کا مجموعہ۔ قابل قدر رسالہ ۳

فاتح قادیان } اس مناظرہ کی روئداد جو مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب اور مرزائی جماعت کے درمیان لدھیانہ میں ہوا۔ اور جس میں لکھا ہے فاتح مولانا ... تین سو روپیہ انعام ملا۔ قیمت ۱

منشی مولا بخش کتب فروش۔ امرتسر بازار گھنٹہ گھر

ایک میدان جنگ میں آ گئی ہے

اہلحدیث ... پرنٹنگ ... امرتسر میں طبع ہوا ... مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب

AsliAhleSunnet.com